

12 فروری 2017ء

# نوائے وقت سٹڈیو میگزین

گلیمرس ذہیں پرفارمنس  
کے حامل کردار پسند ہیں

ماڈل واداکارہ حمیرا اصغر کی باتیں



# Hajj & Umrah Services

**FASTEST UMRAH VISA PROCESSING**

**NEAREST 4&5 STAR HOTELS**

## Makkah Hotels

Dar al Tawhid Makkah  
Clock Tower Makkah  
Swissotel Makkah  
Hilton Towers Makkah  
Hilton Suites Makkah  
Le Meridien Hotel Makkah

## Madinah Hotels

Dar Al Taqwa Hotel Madinah  
Dar al Iman Madinah  
Hilton Madinah  
Anwar Al Madinah (movenpick)  
Hayatt Int'l Madinah  
Sofaraa al Huda

### Economy Package

14 Days 70,000/- 21 Days 76,000/-

### 3 Star Package

14 Days 120,000/-  
Quad

### 5 Star Package

14 Days 160,000/-  
Quad



**LUXURY TRANSPORTATION**

**For VIP Umrah Packages**

**Labbaik Services (Pvt) Ltd**



Office No. 4, Ground Floor,  
Sardar Plaza Near Metro Station,  
6th Road, Murree Road, Rawalpindi

Phone: 051-4581786  
Phone: 051-4844786

Mobile: 0300-8569600  
Fax: 051-4414786

UAN: 111-686-786 URL: www.labbaikservices.com



# ہر کلاس بنے خاص!

سکولز، کالجز، یونیورسٹیز، ہاسپٹلز اور دفاتر فرنیچر کے لیے  
پاکستان کا اولین اور معتبر ادارہ

## Salient Features:

- Maintenance Contract
- Life Time Partnership
- Installment Plan
- After Sale Services



Excellent After Sale Service  
Tel: +92 55 3842891-7, Ext. 204

## An Economical & Durable Furnishing Solution



School Furniture | Office Furniture | Garden Furniture | Study Chair | Public Sofa



PAKSON International Plastic Industries (Pvt.) Ltd.  
Corporate Sales: +92 55 3842891-7  
corporate@bossplas.com



RELIABLE ECONOMICAL DURABLE

www.bossplas.com





جی آراخوان

grawan99@yahoo.com

تصاویر: اعجاز لاہوری

اپنی مرضی قسم ہونے کا نام قید ہے۔ سیر چھٹتے ہیں تو بدلا ہوا زمانہ ہوتا ہے۔ جیل میں صرف ایک بات سچ ہوتی ہے وہ ہے قیدیوں کی گفتگو باقی سب کچھ کی گارنٹی کا حامل نہیں۔ ہر جھوٹ ”سب اچھا ہے“ کی صدا میں دب کر رہ جاتا ہے۔ یہ وہ جیل ہے تو آغا سورش کا ٹھہری تصانیف میں جا بجا دیکھے جاسکتے ہیں جنہیں انسان پرست انسان اور سر دھتا ہے۔ زیر نظر چیئر مین پنجاب پرز سید واصف علی شاہ کی جیلوں میں فلاح و بہبود کے حوالے سے گفتگو ہے جو قارئین کو نئے وقت کی نذر ہے۔

واصف علی شاہ بتاتے ہیں نومبر 2015ء میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر جیل خانہ جات پی ایف سی قیدیوں کی سہولت کمیٹی کا چیئر مین بنایا تو میں نے صوبے بھر کی جیلوں کے دورے کر کے وہاں کے حالات کا راز جان لیا۔ جو صورتحال دیکھنے میں آئی وہ نہ صرف اصلاح طلب تھی بلکہ کاردار بھی تھی ہم نے اس مشکل کا بیڑا اٹھایا۔

یہ سرکاری نہیں سیاسی نوعیت کی ذمہ داری ہے۔ سید واصف علی شاہ نے بات آگے بڑھائی اور بتایا اس عہدے کی نونہائیں ہوتی یہ کمال طور پر شعل ورک اور سماجی خدمت ہے۔ بہر کیف جیلوں کا حال یہ تھا کہ قیدیوں کو گنجائش سے زیادہ بیکروں میں بھر دیا جاتا تھا۔ قیدیوں کے ساتھ ان کے لواحقین بھی باہر بیٹھنے بڑا کٹے نظر آتے تھے۔ کوٹ کھپت جیل کے حوالے سے یہ بتانا ضروری ہے وہاں نا کے لگائے ہوئے ہوتے تھے جہاں سے جیل تک پہنچنے کیلئے ڈیڑھ دو میل کی پیدل مسافت طے کرنا خواتین بچوں اور بوڑھے لواحقین

لیں۔ جیل میں رشوت اور غدار کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔ واصف علی شاہ کہتے ہیں ہم اس معاشرتی روگ کی بیج کئی تو نہیں کر پائے تاہم اس ناسور سے نجات کیلئے ہماری کوششیں بہر حال بہت حد تک بار آور ہو رہی ہیں۔ اب کافی حد تک اصلاح احوال نظر آنا شروع ہو گئی ہے جس کا تمام کریڈٹ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف کی اصلاح آگئیں پالیسیوں کو جاتا ہے۔

واصف علی شاہ بتاتے ہیں جیلوں میں جرائم کا یہ عالم ہے کہ انہیں اگر



جرمستان کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا۔ جیلوں میں سنگین جرائم کے خطرناک مجرموں بال فونز کے ذریعے اپنی منہی سرگرمیوں میں مشغول رہتے ہیں۔ فون کاگز سے ہستہ خوری دھمکیاں دے کر مطالبات پورے کروانے کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے کام کروانا ان کا معمول ہوتا ہے۔ حکومت پنجاب نے جیلوں میں جبر لگا کر مجرموں کی منہی سرگرمیوں کو بہت حد تک تلف کر دیا ہے۔ اب وہ والی اندھیر مگر نہیں جو پہلے تھی۔

جیل بقیہ سکھانے، جرم گھٹانے اور توبہ کی راہ دکھانے کیلئے ہوتی ہے لیکن جن لوگوں پر شیطان کا مسلسل سایہ ہو وہ کچھ کہنے کے بجائے

مرفی کے گوشت کے حوالے سے شکایات نے سر اٹھایا تو اب آئی جی پنجاب مرفی کے گوشت کی چیکنگ خود کرتے ہیں اور یہ یقین کیا جاتا ہے کہ گوشت زندہ مرفی کا ہے۔؟ صحت مند اور تازہ ہے۔؟ اسی طرح والوں اور بزیوں کے معیار کو بھی پرکھا جاتا ہے۔

واصف علی شاہ کا کہنا ہے جیلوں میں ہسپتالوں کا قیام آج کا نہیں ہمیشہ سے موجود ہے لیکن وہاں ڈاکٹر غیر موجود اور ادویہ ناپود ہوتی تھیں۔ سنگین صورتحال میں اول تو ڈاکٹر ہوتے نہیں تھے اگر ہوتے تھے تو ان کے پاس مطلوبہ ادویات دستیاب نہیں ہوتی تھیں۔ اب



وزیر جیل خانہ جات اور سیشن جج آکٹر وینسٹر جیلوں کا دورہ کر کے وہاں کی صورت حال کی نگہبانی کرتے ہیں۔ سیشن جج چھوٹے موٹے کیسوں کی سماعت جیل کے اندر کر کے کئی قیدیوں کو آزاد کر دیتے ہیں۔ اس سے عدالتی بوجھ بھی کم ہو جاتا ہے۔ اور قید خانے بھی قیدیوں کی فوج سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

واصف علی شاہ کہتے ہیں بے شمار قیدی قید کاٹنے کے باوجود جرمانہ کی عدم ادائیگی کے باعث مزید قید کاٹنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ حکومت پنجاب کی اصلاح اور سکت عملی سے دو کروڑ سالانہ جرمانے ادا کر کے

ایسے قیدیوں کی جان چھڑوائی جاتی ہے، یہ جرمانے حکومت کے علاوہ محیر حضرات اور ڈراما نگسٹیاں ادا کرتی ہیں۔ محیر حلقوں میں قرشی دو خان قابل ذکر ہے۔ وصول ہونے والے جرمانے قیدیوں کے ہاتھوں میں خاندانوں کو ملانی اور بیت کے طور پر دیئے جاتے ہیں۔ جیلوں میں پہلے کے بیت الخلاء ہوتے تھے، گندی اور فحش نا قابل برداشت ہوتا تھا۔ اب صورتحال 2011ء کے مشرف دور سے بہتر ہے۔ پہلے جہاں سانس لینا مشکل تھا اب ہر طرف سہولت نظر آتی ہے، شاد رومز میں ٹائلیں لگوا دی گئی ہیں۔

واصف علی شاہ کے مطابق قیدیوں کے پینے کے پانی کیلئے حکومت پنجاب نے ہر جیل میں دفٹریشن پائس لگوا دیئے ہیں جہاں سے قیدیوں کو صاف اور صحت مند پانی دستیاب ہے۔

اس کے علاوہ پیرول پر رہائی کے نظام کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ جو قیدی پر امن طریقے قید کاٹتا ہے اس کی شہرت داغ دار نہیں ہوتی ایسے قیدیوں کو پیرول پر رہا کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح حکومت کا بوجھ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے واصف علی شاہ نے بتایا کہ پیرول پر رہائی کے معاملات میں جلت کی ضرورت ہے، یہ عمل ست روئی کا شکار ہے۔ اس کے بارے میں ہم بیکٹری کی قیادت میں ایک اجلاس ہوتا ہے جس میں قیدی کی شہرت کا جائزہ لیا جاتا ہے لیکن یہ اجلاس بہت دیر سے ہوتا ہے جس سے قیدیوں کو یہ سہولت تاخیر شقی سے اس طرف قیدی کی ضرورت ہے تاہم قیدی اس حکمت عملی سے شانت اور حکومت بوجھ سے آزاد ہو جائے گی۔ واصف علی شاہ نے بتایا قیدیوں کے لئے موسم کے حساب سے لباس اور بستروں کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔ اہل درجے کے گرم کپڑے موجود حکومت نے قیدیوں کیلئے فراہم کئے ہیں۔ ہم خود اپنی نگہبانی میں اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ ہر قیدی اس سہولت سے مستفید ہے یا نہیں۔

واصف علی شاہ نے بتایا قیدیوں کیلئے حکومت ایک اور فلاحی اقدام کیا گیا ہے کہ قیدیوں کو ان کی بیویوں سے ملاقات موقع دیا جائے۔ اس لئے جیلوں میں ایک کچن اور واش روم پر مشتمل کمرے تعمیر کر دیئے گئے ہیں جہاں قیدی اپنی بیویوں کے ساتھ تین دن گزار سکیں گے ان کمروں میں مدد و نصیحت کا فریضہ اور دیگر مسلمان بھی رکھا جا رہا ہے۔ یہ سہولت بھی اچھی شہرت کے قیدیوں کو حاصل ہوگی تاہم اس کی منظوری ہم بیکٹری، آئی جی پنجاب اور ڈی سی کی۔ غدارشات پر دی جائے گی۔ واصف علی شاہ نے بتایا اب جیلوں میں جیل مینوں پر پوری طرح عملدرآمد ہو رہا ہے تاہم اس میں کوتاہیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ اصلاح و احوال کا مکمل جاری رہے۔ اس حوالے سے رکن قومی اسمبلی حمزہ شہباز شریف، ہم بیکٹری، آئی جی جیل خانہ جات فاروق ندیری کی کوششیں قابل ذکر ہیں جن کی رہنمائی میں ہمیں کام کرنے میں کوئی دشواری نہیں۔

واصف علی شاہ نے گفتگو میں بتائے ہوئے بتایا صوبے بھر کی مختلف جیلوں کے دورے ہمارے شیڈول میں شامل ہوتے ہیں جہاں کسی بھی حوالے سے کوئی کوتاہی اور غفلت کی شکایت موصول ہوتی ہے اس کا فوری تدارک ہوتا ہے۔

## پنجاب کی جیلوں میں اصلاحات اور قیدیوں کیلئے سہولیات

چیئر مین پنجاب پرز سید واصف شاہ کی نوائے وقت سے باتیں

حکومت پنجاب نے اس طرف بھی توجہ دی ہے۔ جیلوں کے ہسپتالوں میں اچھے معالجین کی ٹیم موجود رہتی ہے اور تمام نوعیت کی ادویہ میسر ہیں۔ اگر کوئی مریض سنگین بیماری سے دوچار ہو تو اس کے فوری طور پر اہل علاج کیلئے بڑے ہسپتالوں میں منتقلی کے بھی انتظامات موجود ہیں۔

اس کے علاوہ قیدیوں کی بہبود کیلئے پی سی او کے قیام کی سہولت بھی حکومت پنجاب نے فراہم کی ہے۔ ہر قیدی 20 منٹ لئے اپنے گھر والوں سے فون پر بات کر سکتا ہے۔ تاہم تمام فون ٹیپ ہوتے ہیں جس سے ان کی سرگرمیوں کو مانع نہیں کیا جاتا ہے۔ جیلوں میں اب سیاسی قیدی نہ ہونے کے برابر ہیں تاہم ایسی صورت میں ان کے مراتب کے مطابق انتظامات موجود ہوتے ہیں۔

واصف علی شاہ بتاتے ہیں قیدیوں میں اکثریت تعلیم مکمل کر لیتی ہے، کسی قابل ذکر قیدی دیگر یا حاصل کر چکے ہیں۔ جنسی ہراسمنت جیلوں میں عام ہوتی ہے لیکن اب اس علت بد پر قابو پایا گیا ہے۔ راولپنڈی جیل میں ایسے کیسز زیادہ تھے تاہم اب اصلاح کی کوششیں بار آور ہو رہی ہیں۔

جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدیوں کے مسئلے کے حوالے سے مصنف علی شاہ بتاتے ہیں بیکروں میں 6 سے 8 قیدی بھرے ہوتے ہیں جس جیل 1500 قیدیوں کی گنجائش ہے وہاں تین ہزار سے زائد قیدی بند ہوتے ہیں۔ حکومت پنجاب جیلوں میں توسیع پر توجہ سے دی ہے تاکہ یہ مسئلہ بھی حل ہو سکے۔

جیل بہر حال جیل ہے  
تمام سہولیات کے باوجود آزادی جیسی نعمت  
کا کوئی میل اور توڑ نہیں

گزرتے ہیں تو بگڑتے ہی چلے جاتے ہیں۔ جیلوں میں تدریسی مدارس، صنعتی سکول اور دیگر سہولتوں کے کام اگرچہ پہلے سے ہی جیل میں مل کا حصہ ہیں لیکن ان پر عملدرآمد ہوتا نظر نہیں آتا تھا۔ اب حکومت کے تعاون سے ان مراکز کو متحرک کیا گیا ہے۔ جیلوں میں قیدیوں کو تعلیم و تربیت کے ساتھ قیدی جو مصروفیات تیار کرتے ہیں انہیں ان کا معاوضہ بھی ملتا ہے۔

واصف علی شاہ کے مطابق جیلوں میں خواتین قیدیوں کے تحفظ و تعلیم و تربیت اور ان کی بہبود کے انتظامات کئے گئے ہیں۔ جن خواتین کے ساتھ ان کے بچوں کا رہنا ناگزیر ہے انہیں بچے ساتھ رکھنے کی اجازت ہے۔ ان کے بچوں کو تعلیم و تربیت کی سہولت میسر ہے۔ چھوٹے بچوں کیلئے لیڈی پیچرز بھی دستیاب ہیں۔ اس کے علاوہ 18 سال سے کم عمر کے لڑکوں کے واڈر الگ ہیں انہیں تعلیم کے ساتھ ہنرمندی بھی بنایا جاتا ہے تاکہ اسییری تمام ہونے پر وہ عملی زندگی گزار سکیں۔ ان قیدیوں کو واڈرنگ، میٹرملیک، واڈرنگ و لیڈنگ، قالین بانی جیسے ہنر سکھائے جاتے ہیں۔

2011ء تک جیلوں میں منشیات کا دھندلایا قاعدہ تھا لیکن اب اس قسم کی سرگرمیاں بہت حد تک ختم ہو گئی ہیں اور جو ہیں انہیں بھی تمام کرنے کی کارروائیاں جاری ہیں۔ حکومت نے قیدیوں کی اصلاح کے حوالے سے بھوتوں کی فراہمی، خوراک اور بودو باش پر بھی بھرپور توجہ دی ہے۔

قیدیوں کو مرفی کا گوشت، دالیں، سبزیاں کھانے میں دی جاتی ہیں۔

حکومت پنجاب نے جیلوں میں  
جبر لگا کر مجرموں کی منہی سرگرمیاں  
بہت حد تک تلف کر دی ہیں



# Poora Pakistan Raha Hai Bol Hashmi Ispaghool



روزانہ ہاشمی اسپغول  
قدرتی فائبر کا استعمال رکھے  
✓ معدے کو صاف  
✓ بلڈ شوگر کا لیول برقرار  
✓ کولیسٹرول کو کم اور دل کو صحت مند  
✓ قبض سے دور اور نظام ہضم کو درست

Daily Lo  Fit Raho



www.hashmisurma.com   HashmiSince1794





خالد یزدانی

skyazdani1@gmail.com

تشریف فرما تھیں۔ سلیم چودھری صاحب اشفاق صاحب سے پرانی یادیں تازہ کرنے لگے اور میں نے بانو آپا سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے سوال کیا:

☆ بانو آپا میرے علم کے مطابق آپ کی تعلیم و تربیت انگریزی ماحول کے مطابق ہوئی، مگر آپ نے نہ صرف ایم اے اردو میں کیا بلکہ بعد ازاں ادب بھی اردو ہی میں لکھا، آخر اس کی وجہ؟ آپا نے بڑی متانت سے جواب دیا، مجھے لکھنے کا شوق تو بچپن سے ہی تھا اور

کروانے ہوں اس کے راستے کھلتے جاتے ہیں اور چونہ کروانے ہوں اس کے راستے خود بخود بند ہو جاتے ہیں۔ میرا ادیب ہو جانا اچھی بات ہے، 37 سال سے لکھ رہی ہوں اور میں جب بھی لکھنا شروع کرتی ہوں تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ میں ایک یا دو صفحے سے زیادہ نہ لکھ پاؤں گی۔ لیکن ڈرامہ یا افسانہ لکھا جاتا ہے اور بات بن جاتی ہے، اشفاق صاحب نے بطور استاد میری بڑی مدد اور رہنمائی کی شکر میں ایسے افسانے لکھتی جو



تخلیقی ادب نہ صرف زبان کو نیا لہجہ بلکہ نئے محاورے بھی دیتا ہے

## داستانِ سرائے کی مکین

# بانو قدسیہ بھی جنت نشین ہو گئیں

اردو ادب کا اثاثہ، شفق توں کا بحر بیکراں داستان گو کا داستانِ سرائے ویران ہو گیا

عام خواتین لکھتی ہیں۔ اشفاق صاحب نے استاد کی حیثیت سے مجھے لکھنے کی تکنیک اور کیا بہتری ہو سکتی ہے بتائی اور میں ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلی۔

☆ جب آپ کی شادی ہوئی تو آپ کے مالی حالات قابل اطمینان نہ تھے ان حالات میں آپ افسانوں کے علاوہ ”داستان گو“ اور ریڈیو کے لئے بھی لکھتی تھیں۔ خانہ داری کے تمام امور بھی آپ کے ذمے تھے، پھر بیٹے ہوئے تو انہیں سنبھالنے کا بوجھ بھی آپ ہی پر تھا۔ آخر آپ اتنی مشقت کیسے کر لیتی تھیں؟

میں نے ابتدا میں انگریزی میں ہی لکھا تھا، پاکستان ٹائمز میں میرا پہلا مضمون شائع ہوا اس کے بعد اشفاق صاحب کے بڑے بھائی نے مجھے کہا کہ تم انگریزی کی بجائے اردو میں لکھا کرو، میرا ارادہ اردو لکھنے کا تھا لیکن اس خیال سے کہ میری اردو کمزور ہے نہ لکھا، جب اشفاق صاحب کے بھائی نے زور دیا تو میں اردو میں لکھنا شروع کیا۔

پہلا افسانہ کب اور کہاں شائع ہوا؟ کے جواب میں انہوں نے کہا، ”یہ غالباً 1950ء کی بات ہے میرا پہلا افسانہ ”دامانگی و شوق“ ادب لطیف میں شائع ہوا تھا۔

میرا اگلا سوال تھا کہ ادیب میاں بیوی ہونے کے فوائد اور نقصانات؟

بانو قدسیہ نے کہا مجھے تو قسمت سے فائدہ ہی ملے۔ اب میں عمر کے جس حصے میں آگئی ہوں میں سمجھتی ہوں کہ اللہ نے جو کام



12 فروری 2017ء



گیا ہے لوگ کچھ دن بعد کتاب چھپوا دیتے ہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ مجھے بیرون ممالک سے زیادہ دعوت تائے آتے ہیں۔ یہ ان کو زیادہ آتے ہیں جو زیادہ فعال ہوں مجھے پنی آرکا وقت نہیں ملتا۔ دو ایک بار اوسلو سے دعوت نامہ آیا، حالانکہ لندن میں اور انڈیا میں بڑی بڑی ادبی تقاریر ہوتی ہیں بھی دعوت نامہ نہیں ملا، میں محسوس کرتی ہوں کہ یہ لابی سے آتے ہیں یا پنی آر سے، یا پھر مجھے یہ بھی خیال آتا ہے کہ ہم ادیب ہی نہ ہوں۔

روزانہ اخباروں میں شائع ہونے والی ہفتہ وار ادبی کالموں کی ادب کے فروغ کے حوالہ سے اپنی رائے کا اظہار کرتے کہا، ادب کے فروغ کے بارے میں تو معلوم نہیں کیونکہ یہ ابھی نووارد چیز ہے اس کا اثر پچھ دس سال بعد معلوم ہوگا لیکن اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ عام آدمی کی ادب سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ لوگ کتابوں رسالوں اور ادبی محفلوں کی خبریں اور انٹرویو پڑھ لیتے ہیں۔ اس کی ملک قوم یا لوگوں کے لئے کیا افادیت ہے یہ وقت پر پتہ لگے گا۔ کیونکہ خبر ادب نہیں ہے جو چیز چونکا دینے والی ہو وہ ادب میں مقام حاصل نہیں کر سکتی۔

میں نے پوچھا، بانو آپ آپ چھوٹے سے کنبے کو چھوڑ کر کے اشفاق صاحب کے ساتھ بطور رفیق حیات شامل ہوئیں تو اس وقت کے دوستوں میں قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، ابن انشاء، جمیل الدین عالی اور ایسے ہی الگ الگ مزاج رکھنے والوں کا ایک مجمع تھا آخر آپ نے ان کے ساتھ کس طرح ایڈ جسٹ کیا کہ آج اشفاق صاحب کے دوست آپ کی تعریف کرتے نہیں سمجھتے۔

وہ مسکراتے ہوئے بولیں، یہ تو خیر ان لوگوں کی مہربانی ہے، تاہم ان کا بہت بڑا گروپ تھا لیکن میں ان کا حصہ نہ بن سکی البتہ جس طرح کوئی سرسک دیکھنے جاتا ہے، میں ساتھ ساتھ رہی۔ کبھی شیر آگیا، کبھی ہرن، میں فاصلے سے تماشا دیکھتی رہی۔ ایک بار ایک مشہور اہل زبان شاعر نے مجھے کہا آپ محاروں کو الٹ پلٹ دیتی ہیں، مثلاً آپ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ اس کے ہاتھ کے طوطوں اور فاختاؤں سمیت بہت کچھ اڑ گیا، حالانکہ یہ خلاف محاورہ بات ہے اور اردو ادب میں اس کی کوئی سند نہیں ملتی، اس پر میں نے بے ساختہ جواب دیا کہ صاحب جہاں تک سند کا تعلق ہے وہ اب دہلی اور کھنڈ سے نہیں بلکہ ”داستان سرائے“ (اور بانو قدسیہ کی رہائش گاہ) سے دی جایا کرے گی، کیونکہ تخلیقی ادب نہ صرف زبان کو نیا لہجہ بلکہ نئے محاورے بھی دیتا ہے۔ جوش میں آکر میں یہ کہہ تو گئی لیکن بعد ازاں مجھے اس پر ندامت بھی ہوئی اور اس قسم کا رویہ اختیار کرنے پر اشفاق صاحب نے بھی مجھے ٹوکا۔ آج بانو آپ ابھی شہر خوشاں چلی گئیں کہ جہاں سے جانے والے بھی نہیں آتے البتہ ان کی یادیں ان کی یاد دلائی رہیں گی، دنیائے فانی میں نصف صدی سے زیادہ عرصہ بھر پور تخلیقی کام کرنے والے آج منوں مٹی تے آرام فرما ہیں تو یہ شعر یاد آ جاتا ہے۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لعیم تو نے وہ خنجر بائے گراں مایہ کسے

اندر لگے پھول کی طرح زندگی بسر کرنی ہے۔ یعنی خانسانا نے کھانا پکایا، کپڑے ملازمہ استری کرے گی، ڈرائیور گاڑی چلائے گا اور تنگم صاحب صرف آرام فرمائیں گی۔ میں اس بات کے خلاف نہیں مگر یہ طرز حیات مجھے پسند نہیں کیونکہ گلہان کے پھول کو بالآخر کوڑے میں پھینک دیا جاتا ہے جبکہ جدو جہد کر کے زندگی کو بنانا سنوارنے میں لطف ہے اسے ہر شخص محسوس نہیں کر سکتا۔

میں نے پوچھا آپ نے اردو کا پہلا خوبصورت، مصور اور فوٹو آفٹ پر شائع ہونے والا پکا پھکا ڈائجسٹ نکالا، لوگوں نے اسے پسند بھی کیا، لیکن آخر وہ چل کیوں نہ سکا؟ اگر اس کا انتظام آپ کے ہاتھ میں ہوتا تو کیا صورت مختلف ہو سکتی تھی؟ ان کا جواب تھا، اس وقت مالی حالات موافقت میں نہیں تھے اگر رسالے کے پیچھے کوئی سرمایہ دار ہوتا تو وہ بہتر صورت میں چلتا۔ میں نہیں سمجھتی کہ میں اشفاق صاحب سے بہتر داستان گو کو چلا سکتی۔ اس کے نہ چلنے کی ایک وجہ مجھے یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ اشفاق صاحب کی کوشش ہوتی تھی کہ ہر چیز بے نقص ہو، کتابت درست ہو، اگر لفافے پر ٹکٹ چسپاں کرنا ہوں تو وہ سیدھا اور صحیح لگے اس بات پر لوگ مین پیج بھی نکالتے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے ہم گھر پر سفیدی کروا رہے تھے جو آدمی دیوار پر سفیدی کر رہا تھا وہ درست کام نہیں کر رہا تھا، اشفاق صاحب نے کہا صحیح طریقے سے برش چلاؤ.....

اس نے کہا آپ نے اس میں کون کی کچھ لکھا ہے۔

میرا سوال تھا، بچوں کے حوالے سے جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کے تین ڈچن بیٹوں میں سے صرف اثیق احمد ہی کیوں لکھنے پڑھنے کی طرف راغب ہو، کیا انہیں اس جانب لانے میں والد کا ہاتھ ہے یا آپ کا؟

وہ گویا ہوئیں، یہ بڑا مشکل ہے کہ ڈاکٹر کا بیٹا بھی اچھا ڈاکٹر بن جائے سارے سے ادیب شاعر میرے سامنے ہیں۔ میں اثیق کو جتنا مجبور کروں وہ بمشکل ایک سطر لکھ پاتا ہے حالانکہ وہ بڑا اچھا لکھ لیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میرے ماں باپ سارا دن کتابوں میں گھر رہتے ہیں۔

☆ فن، فنپر یہ اور کٹ منٹ کی بحث بہت پرانی ہے۔ کیا آپ اس گھسے پٹے مکرانہ موضوع کے بارے میں کچھ کہنا پسند کریں گے؟ اس سوال کے جواب میں بانو قدسیہ کہنے لگیں، اچھا ادیب اس وقت پیدا ہوتا ہے جو نہ جرنلٹک ہو نہ ادیب برائے فن کو دیکھتا ہو۔ دراصل جس کی کٹ منٹ اپنے ساتھ نہیں ہوتی اس کی کہانیاں لوگ نہیں پڑھتے ادیب کو جو محسوس ہوتا ہے وہی لکھنا چاہئے اگر اس کے اندر کٹ منٹ نہیں ہے تو وہ کسی پرائز نہیں کر سکتا۔ فنپر یہ کو سوچ سمجھ کر نہیں اپنانا چاہئے نہ ہی اسے اپنایا جاسکتا ہے۔

بانو آپا، آپ پبلک ریلیشنز کی میساجیوں سے آگے آنے والوں کے حوالے سے کیا کہتی ہیں جواب میں انہوں نے کہا، جہاں تک پنی آر کا سوال ہے تو اگر کوئی یہ سمجھے کہ پنی آر سے دور تک سفر کیا جاسکتا ہے تو یہ مشکل ہے کیونکہ شروع میں اچھی تحریریں شائع ہوں اور بعد میں معیاری نہ ہوں تو لوگ پوچھنے لگ جاتے ہیں کہ اب کیا ہوا۔ ہاں پنی آر سے دیادی فائدہ ضرور حاصل ہو جاتے ہیں۔ فنون لطیفہ نشین کے طور پر ایجاد ہو



The Incredible  
HEALING POWER  
You Can Always Trust



**Kamal**  
Laboratories  
[ISO 9001-2008] Certified

U.A.N. 92.51.111.00.1967  
kamallab@comsats.net.pk  
Web: www.kamal.pk  
f Kamal Laboratories

**ALERGIN**  
Drops

الرجن  
ڈراپس

الرجن کی وجہ سے ناک اور آنکھوں سے پانی کے اخراج کو روکنے میں مددگار۔



**SYZO  
PHOS**  
Drops

**KL-4**

سائزوفاس  
ڈراپس

زیائیس کے لئے نہایت مفید دوا۔



**FEBRO**  
Drops

**KL-14**

فیبرو  
ڈراپس

ہر قسم کے بخاروں کو آرام پہنچانے میں معاون۔



**HEPAR-1**  
Drops

**KL-1**

ہمپیر-1  
ڈراپس

جسم کے کسی بھی حصہ پر سوزش و ورم کے لئے مفید ہے۔



**GRIPPE**  
Drops

**KL-10**

گریپی  
ڈراپس

نزلہ، زکام اور بخار کے لئے مددگار۔







شاذیہ سعید

shazi1730@hotmail.com

ہر روز ہم اپنے بہن بھائی ماں باپ سے مل کر خوش ہوتے ہیں۔ اگر کسی ماں کا لال کسی بہن کا بھائی کسی باپ کا بیٹا شام کو گھر واپس نہ آئے تو سارا گھر کیا بلکہ پورے محلہ میں شور مچا جاتا ہے اور ہر محلہ دار اس کی تلاش میں مصروف ہوتا ہے لیکن انہوں نے آج ہر ماں پر ہزاروں افراد پر بریت کا شکار ہیں لیکن ان کی چیخ و پکار پر ان کی مدد کرنے کوئی نہیں پہنچتا۔ پوری دنیا میں امن کا دعویٰ کرنے والوں نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ افسوسناک ایک تحقیقی رپورٹ کے سے پتہ چلا ہے کہ بدھ مت کے پیروکاروں کا کہنا ہے کہ مسلمان برما میں باہر سے آئے ہیں اور انہیں برما سے بالکل اسی طرح ختم کر دیں گے جس طرح تین سو سال پہلے مسلمانوں کو ختم کر دیا تھا۔ حالانکہ دیکھا جائے تو تاریخ کو چھ ادویہ داستان سنانی ہے، برما کا ایک صوبہ راکھین ہزاروں سال پہلے جہاں بارون رشید کے عہد خلافت میں مسلمان جڑوں کے ذریعے اسلام پہنچا۔ اس ملک میں مسلمان بغرض تجارت آئے تھے اور اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ اسلام کی فطری تعلیمات سے متاثر ہو کر وہاں کی کثیر آبادی نے اسلام قبول کر لیا اور 1430ء میں سلیمان شاہ کے ہاتھوں اسلامی حکومت کی تشکیل کر لی۔ اس ملک پر ساڑھے تین صدیوں تک مسلمانوں کی حکومت رہی، مسجدیں بنائی گئیں، قرآنی حلقے قائم کئے گئے، مدارس و جامعات کھولے گئے، ان کی کرنی پر ”پیلا کلمہ“ کندہ ہوتا تھا اور اس کے نیچے خلفائے راشدین کے نام درج ہوتے تھے۔ اس ملک کے پڑوس میں برما تھا جہاں بودھوں کی حکومت تھی، مسلم حکمرانی بودھوں کو ایک آنکھ نہ بھائی اور انہوں نے 1784ء میں راکھین پر حملہ کر دیا، بالآخر اراکان کی اینٹ سے اینٹ بھادی اور اسے برما میں ضم کر لیا اور اس کا نام بدل کر میانمار رکھ دیا۔ 1824ء میں برما برطانیہ کی غلامی میں چلا گیا۔ سو سال سے

## برما میں در بدر روہنگیا مسلمان

بدھ مت کے پیروکار تین سو سال پہلے مسلمان ختم کرنا چاہتے ہیں

یہاں سے واپس ہجرت کر کے اپنے ملکوں میں چلے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد یہاں سے ہجرت کر کے بنگلہ دیش کے ساحلی علاقوں پر پناہ لینے پر مجبور ہو گئی ہے۔ پاکستان وہ واحد ملک ہے جس نے ان لوگوں کو نہ صرف شہریت

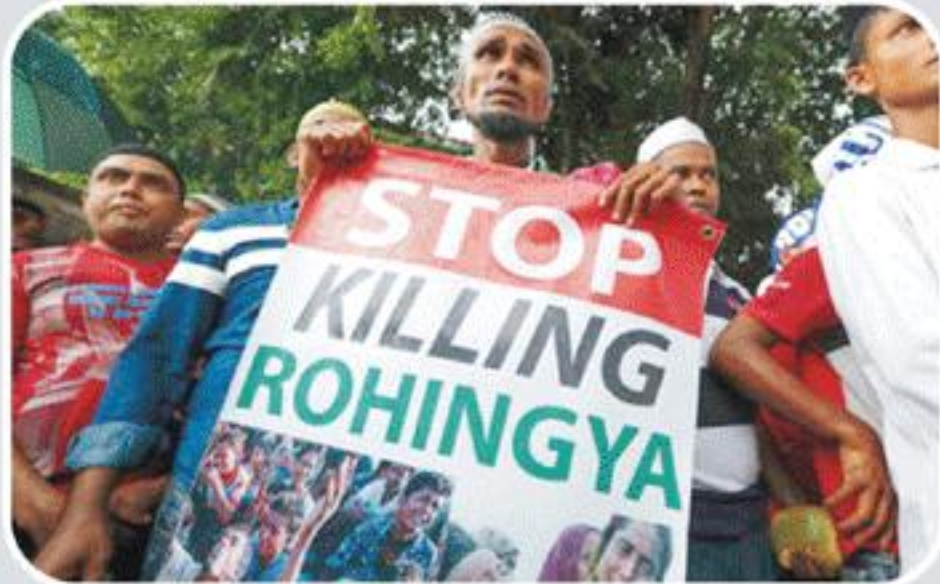
زائد عرصہ غلامی کی زندگی گزارنے کے بعد 1938ء میں انگریزوں سے خود مختاری حاصل کر لی، آزادی کے بعد انہوں نے پہلی فرصت میں مسلم مذاہن پالیسی کے تحت اسلامی شناخت کو منانے کی بھرپور کوشش کی، مسلمانوں کو نقل مکانی پر مجبور کیا جس کی صورت میں 5 لاکھ مسلمان برما چھوڑنے پر مجبور ہوئے، کتنے لوگ پڑوسی ملک بنگلہ دیش ہجرت کر گئے، مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد نے ہجرت کر کے مکہ معظمہ میں بودھ پاش اختیار کر لی، آج تک کے باشندگان میں 25 فیصد راکھین کے مسلمان ہیں۔ اس طرح مختلف اوقات میں مسلمانوں کو نقل مکانی پر مجبور کیا گیا، جو لوگ ہجرت نہ کر سکے ان کی ناکہ بندی شروع کر دی گئی، دعوت پر پابندی ڈال دی گئی، اسلامی تبلیغ کی سرگرمیوں پر روک لگا دی گئی، مسلمانوں کے اوقاف چراگا ہوں میں بدل دیئے گئے۔ برما کی فوج نے بڑی ڈھنسی سے ان کی مسجدوں کی بے حرمتی کی، مساجد و مدارس کی تعمیر پر قندن لگا دیا، لاؤڈ سپیکر سے اذان ممنوع قرار دی گئی، مسلم بچے سرکاری تعلیم سے محروم کئے گئے، ان پر ملازمت کے دروازے بند کر دیئے۔ 1982ء میں راکھین کے مسلمانوں کو حق شہریت سے بھی محروم کر دیا گیا، اس طرح ان کی نسبت کسی ملک سے نہ رہی، ان کی لڑکیوں کی شادی کے لئے 25 سال اور لڑکوں کی شادی کے لئے 30 سال عمر کی تحدید کی گئی۔ شادی کی کاروائی کے لئے بھی سرحدی سیکورٹی فورسز سے اجازت نامہ کا حصول ناگزیر قرار دیا گیا، خانگی زندگی سے متعلق سخت سے سخت قانون بنائے گئے۔ ساتھ ساتھ سالوں سے اراکان کے مسلمان ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں، ان کے بچے ننگے بدن، ننگے پیروں، بوسیدہ کپڑے زیب تن کئے قابل رحم حالت میں دکھائی دیتے ہیں، ان کی عورتیں مردوں کے ہمراہ کھیٹوں میں رزاعت کا کام کر کے گذر بسر کرتی ہیں۔ اتنی تکلیفیں اور صعوبتیں جھیلنے کے باوجود روہنگیا مسلمانوں نے نہ اپنا مذہب چھوڑا اور نہ ہی وہ ملک چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اقوام متحدہ نے اپنی ایک رپورٹ میں راکھین کے روہنگیا مسلمانوں کو ”روئے عالم کی مظلوم ترین اقلیت“ قرار دے رکھا ہے۔ بنیادی انسانی حقوق تو دور کی بات انہیں تو خود کو ملک کا شہری کہلانے کا حق بھی حاصل نہیں ہے۔ میانمار غالباً دنیا کا واحد ملک ہے جو محض مذہبی عناد کی وجہ سے اپنے شہریوں کو شہری تسلیم کرنے سے انکاری ہے۔ بری بودھوں کا خیال ہے کہ چونکہ مسلمان یہاں غیر قانونی طور پر ہجرت کر کے آئے اس لیے انہیں خود کو ملک کا شہری کہنے کا کوئی حق حاصل نہیں، اس لئے بار بار مسلمانوں کے خلاف میدان سجایا جاتا ہے تاکہ مسلمان

کے درمیان فسادات ریاست راکھین میں شروع ہوئے۔ برما میں مذہبی فسادات کی نئی لہر پھوٹ پڑی ہے۔ اطلاعات ہیں کہ دارالحکومت رنگون کے قریبی قصبے آکھان میں بدھ مت کے بلواییوں نے مسلمانوں کی مساجد اور جائیدادوں پر حملہ کر دیا۔ اور بری صدر کے ترجمان نے سماجی رابطوں کی ویب سائٹ فیس بک پر کہا ہے کہ حالات اب قابو میں ہیں۔ ترجمان نے فیس بک پر جاری ہونے والے پیغام میں کہا ہے کہ آکھان میں فسادات کا آغاز اس وقت ہوا جب ایک خانوں حادثاتی طور پر بدھ بجشٹھ سے ٹکرائی اور گھر کے قریبی میں بجشٹھ کا کھنڈل زمین پر گر گیا۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے ہوائی فائرنگ کی۔ فسادات کے دوران کچھ دکانوں کو نقصان پہنچا لیکن کوئی بھی عمارت جلائی نہیں گئی لیکن کچھ مظاہرین نے مسجد پر بھی پتھر اڑا دیا۔ برما میں مسلمانوں اور بدھوں کے درمیان کشیدگی برقرار ہے۔ سرکاری کشنر نے 2012ء میں ہونے والے فسادات کو خطرناک ترین قرار دیا تھا اور ریاست راکھین میں سیکورٹی اہلکاروں کی تعداد دو گنی کرنے کی تجویز دی ہے۔ مغربی ریاست رخاؤن میں ہونے والے نسلی فسادات میں 190 افراد ہلاک ہوئے اور تقریباً ایک لاکھ افراد کو نقل مکانی کرنا پڑی تھی۔ سرکاری رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسلمان روہنگیا آبادی اور بدھ مت کے پیروکاروں کی آبادیوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنے کا عمل جاری ہے۔ حکومت نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ نسلی فسادات کے خاتمے کا یہ طویل مدتی حل نہیں ہے۔ برما میں رہنے والے روہنگیا مسلمانوں کو برما کی حکومت نے شہریوں کا درجہ بھی نہیں دیا ہے اور اقوام متحدہ کے مطابق روہنگیا دنیا کی سب سے زیادہ ستانی جانے والی قوموں میں سے ایک ہیں۔ بی بی سی کو برما



10 مسلم بستوں میں دعوت کے لئے گھوم رہے تھے اور مسلمانوں میں تبلیغ کر رہے تھے کہ بودھوں کا ایک دہشت گرد گروپ ان کے پاس آیا اور ان کے ساتھ زیادتی شروع کر دی، انہیں مارا پیٹا، درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کے جسموں پر چھری مارنے لگے، ان کی زبانیں رسیوں سے باندھ کر کھینچ لیں یہاں تک کہ دسیوں تڑپ تڑپ کر مر گئے، مسلمانوں نے اپنے علما کی ایسی بے حرمتی تو احتجاج کیا، پھر کیا تھا، انسانیت سوز درندگی کا مظاہرہ شروع ہو گیا، انسان نما درندوں نے مسلمانوں کی ایک مکمل بستی کو جلا دیا، جس میں آٹھ سو گھر تھے، پھر دوسری بستی کا رخ کیا جس میں 700 گھر تھے اسے بھی جلا کر خاکستر کر دیا، پھر تیسری بستی کا رخ کیا جہاں 1600 گھروں کو نذر آتش کر دیا اور پھر فوج اور پولیس بھی مسلمانوں کے قتل عام میں شریک ہو گئی۔ جان کے خوف سے 9 ہزار لوگوں نے جب بری اور بحری راستوں سے بنگلہ دیش کا رخ کیا تو بنگلہ دیشی حکومت نے انہیں پناہ دینے سے انکار کر دیا اور اس کے بعد بدھ مت کے دہشت گرد بری فوج کے

سال ہا برس سے  
مسلمان ظلم و ستم کی چکی  
میں پس رہے ہیں



سے گزشتہ دنوں ملنے والی ویڈیو فوج میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا کہ برما کی پولیس خاموش تماشائی بن کر بدھ بلواییوں کے ہاتھوں مسلمانوں پر حملے اور ان کے قتل کو دیکھ رہی ہے۔ اس ویڈیو میں ایک مسلمان سارکی دکان پر بدھ بلوایی حملے کر رہے ہیں اور برما کی حزب اختلاف کی رہنما آنگ سان سوچی نے کہا ہے کہ بدھ اکثریت کے ملک برما میں مسلمانوں کو زیادہ سکیورٹی ملنی چاہیے۔ برما کے بارے میں عمومی تاثر یہ ہے کہ یہ ایک پرامن ملک ہے لیکن وہاں بسنے والے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، اس سے برما ایک ظالم ملک کے طور پر ابھرا ہے جو اس ملک کی حکومت کے لئے اچھا تاثر نہیں ہے۔

ساتھ مل کر مسلمانوں کا قتل عام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مگر دنیا اس پر خاموش تھی، اور کوئی بھی عالمی ادارہ اس پر خیر تک دینے کو تیار نہ تھا مگر اسلامی دنیا میں مسلمانوں نے سوشل میڈیا کے ذریعے اس قتل عام کی تصاویر پھیلانیں اور عوامی احتجاج شروع ہوا تو پھر برما سے متصل بھارتی ریاست آسام میں بھی مسلمانوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ اسلامی دنیا میں مسلم عوام کے احتجاج کے بعد کچھ مسلم حکومتوں نے بھی اپنی تشویش ظاہر کی اور عالمی ادارے بھی اپنی رپورٹس جاری کر رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں چین صفحات پر مشتمل اس رپورٹ کو جاری کرنے کا مقصد دنیا کی توجہ برما میں اقلیتی مسلمانوں کے خلاف جاری ریاستی تشدد کی جانب مبذول کروانا ہے۔ غیر ملکی میڈیا کی ایک رپورٹ کے مطابق مسلمانوں اور بدھوں

اسلامی تبلیغ پر پابندی،  
مسلمانوں کے اوقاف چراگا ہوں  
میں بدل دیئے گئے





فرزانہ چودھری

farzanach95@yahoo.com

پروفیسر مسرت کلا نچوی ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی ممتاز ڈرامہ نگار، سرائیکی کی نامور افسانہ نویس، مصور اور ماہر تعلیم ہیں انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ 1976ء میں شائع ہونے والا سرائیکی زبان میں افسانوں کا سب سے پہلا مجموعہ ”اچھی دھرتی جھکا اسان“ انہی کا تھا۔ اس لیے انہیں سرائیکی ادب کی خاتون اول کہا جاتا ہے۔ انسانی نفسیات، احساسات، جذبات اور معاشرتی رویوں کا باریک بینی سے جائزہ مسرت کلا نچوی کے افسانوں کی نمایاں خصوصیت ہے۔ ان کے افسانوں کے موضوعات یوں تو متنوع ہیں لیکن ان میں زیادہ تر سرائیکی علاقے کی عورت کی حرمیوں اور فردوس و روم و رواج کو موضوع بنایا گیا ہے۔ مسرت کلا نچوی کے ریڈیو، ٹی وی ڈراموں کے مرکزی کردار باعموم ایسی باہمت خواتین ہیں جو حالات سے نیرو آ رہا ہونے کا حوصلہ دیتی ہیں۔

پروفیسر مسرت کلا نچوی کے افسانوں کے دس زبانوں میں ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ اکادمی ادبیات پاکستان نے دنیا کو پاکستانی ادب سے متعارف کرانے کے لئے وارث شاہ اور علامہ اقبال سے لے کر زمانہ حال تک کے پاکستانی ادیبوں کی تحریروں کا جو نمائندہ انتخاب انگریزی، فرانسیسی، جرمن، شین، سنہش، عربی اور فارسی میں شائع کیا اس میں مسرت کلا نچوی کا افسانہ بھی شامل تھا۔ بھارت اور انگلینڈ میں شائع ہونے والے پاکستانی افسانہ نگار خواتین کے منتخب افسانوں کے انگریزی تراجم کے مجموعوں میں بھی ان کے افسانے شامل کیے گئے۔

پروفیسر مسرت کلا نچوی کا تعلق بہاولپور کے ایک ممتاز علمی گھرانے سے ہے۔ ان کے والد پروفیسر راجد کلا نچوی ایک ماہر تعلیم اور سر کے قریب علمی اور ادبی کتابوں کے مصنف تھے۔ پروفیسر مسرت کلا نچوی کو نمٹ فاطمہ جناح کالج برائے خواتین لاہور میں شعبہ تاریخ کی صدر اور وائس چانسلر ڈیپارٹمنٹ کی انچارج رہیں۔ وہ اسلام آباد یونیورسٹی بہاولپور کے بورڈ آف سٹڈیز (سرائیکی) کی رکن بھی رہ چکی ہیں۔ انہوں نے گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلشن راوی لاہور کے پرنسپل کے بھی فرائض انجام دیے۔ آج کل اپنے مصوری کے شوق پر زیادہ توجہ دے رہی ہیں۔ پروفیسر مسرت کلا نچوی سے ہونے والی ملاقات کی روداد نذر قارئین ہے۔

ادیبہ اور ڈرامہ نگار پروفیسر مسرت کلا نچوی نے بتایا ”مطالعہ اور لکھنے کا شوق بچپن میں ہی پروان چڑھا۔ میں نے کہانیاں سوچنا اس وقت شروع کر دیا تھا جب لکھنا تو کیا پڑھنا بھی نہیں سیکھا تھا۔ میری والدہ رات کو سونے سے پہلے مجھے شہزادوں، پریوں اور بادشاہوں کی کہانیاں سناتی تھیں۔ کہانی سن کر میں ان سے سوال کرتی تھی کہ شہزادی کی کی شادی ہوگئی اس کی کی شادی تو کرانی کی بیٹی کا کیا بنا؟ جس درباری کو بادشاہ نے مراد وایاں کے بال بچوں کا کیا بنا ہوگا؟ وغیرہ وغیرہ۔ میرے والد کی ابیری میں بچوں کے لئے بھی کتابیں تھیں۔ میں بچوں کے رسالے شوق سے پڑھتی تھی۔ پانچویں جماعت میں کہانیاں لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ بچوں کے

ابہام اور لفظوں کا کھیل طبیعت سے میل نہیں کھاتا

رسالے ”تعلیم و تربیت“ کے ”نئے ادیب“ کے حصے میں میری کہانی مقابلے میں اولیادہم آتی۔ جب میں پہلی جماعت میں تھی تب ”نئے مصور“ میں میری بنائی تصویریں بھی چھپتی تھیں۔ میں نے ساتویں جماعت میں ہی اشفاق احمد، عصمت بانو قدسیہ، کرشن چندر، منٹو، چٹھائی کو پڑھنے لگی تھی۔ مجھے ان کی تحریروں نے بہت متاثر کیا۔ میٹرک میں میرا پہلا افسانہ ماہنامہ ”نور و ناز“ میں شائع ہوا اس کے بعد ”روزنامہ امروز“ کے ادبی صفحے کے لئے لکھنے لگی۔

☆: آپ نے ریڈیو اور ٹی وی کے لئے ڈرامے لکھنے کا آغاز کب کیا؟

ج: 1975ء میں ریڈیو پاکستان بہاولپور کا آغاز ہوا تب سے میں نے ریڈیو کے لئے ڈرامے لکھنے شروع کئے۔ میں اس کے Pioneers میں سے ہوں۔ وہاں سے میرا پہلا ”چڑیا“ کی وی ٹیوکرانی“ نشر ہوا۔ اس کے بعد خواتین کے سرائیکی پروگرام ”سیانی سوانی“ کے لئے میں سکرپٹ لکھتی اور کمپیوٹرنگ بھی کرتی تھی۔ ایم اے کرنے کے بعد میں بی بی سی پروگرام ”پروڈیوسر“ بھی پیش کرتی رہی۔ سرائیکی ڈراموں میں صداکاری کی ریڈیو میرے لاشعور میں جڑ پکڑ چکا ہے۔ 1985ء میں شادی کے بعد لاہور آگئی پھر ریڈیو پاکستان لاہور کے لئے ڈرامے لکھے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ پی ٹی وی کے لئے پہلا ڈرامہ ”راستہ“ لکھا جس کے پروڈیوسر نصرت تھا کر تھے۔ اس سے قبل عارف وقار نے میری کتاب میں چھپی سرائیکی کہانی کی ڈرامائی تشکیل کی اس کا نام ”داڑھی“ تھا۔ یوں پی ٹی وی پر بطور کہانی نویس تو جنوری 89ء کو ڈرامہ ”داڑھی“ کے ذریعے جبکہ ڈرامہ نگار 23 فروری 89ء میں ڈرامہ ”راستہ“ کے ذریعے متعارف ہوئی۔ اس کے فوراً بعد مجھے سکرپٹ پروڈیوسر بطور بھائی نے طویل دورانیہ کا کھیل لکھنے کو کہا وہ ڈرامہ پی ٹی وی چینل کے لیے منو بھائی نے لکھا تھا لیکن

جیسے نامور ہدایتکاروں کے ساتھ کام کیا ہے۔ میں تین زبانوں اردو، پنجابی اور سرائیکی میں سیریل لکھنے والی پہلی راکٹر تھی۔ ☆: منچر اور ریڈیو ڈرامہ نگاری میں کیا فرق سمجھتی ہیں؟

ج: منچر اور ریڈیو ڈرامہ لکھنے کے لئے کچھ باتوں کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ سرکاری پالیسی، روایات محدود موضوعات اور وقت کی پابندی، جیسے افسانہ پانچ سے دس منٹ اور ڈرامہ 25 یا 50 منٹ تک کا لکھنا ہے۔ منچر اور ریڈیو ڈرامہ تو ان پابندیوں کا تحمل ہو سکتا ہے لیکن افسانہ نہیں۔ افسانے کے لئے وقت اور ذہنی کفایت آزادی بہت ضروری ہے۔ میری افسانہ نگاری کا بڑا محرک میرے گھر کا ادبی ماحول اور میرے ارد گرد کچھ سماجی مسائل اور دکھ تھے۔ میں نے افسانہ اور ڈرامہ نگاری میں طبقاتی اور منہج، خاندانی رسومات و روایات، انسانی نفسیات اور رویوں کی عکاسی کی۔

☆: آپ صرف بیانیہ انداز میں کہانیاں کیوں لکھتی ہیں؟

ج: یہ سچ ہے کہ میں نے زیادہ بیانیہ کہانیاں ہی لکھی ہیں لیکن میرے دوسرے افسانوی مجموعے میں علاقائی افسانے بھی شامل ہیں جیسے ”ڈو جھاساف“ ”چوراسی پوڑیاں“ ”خسبیاں“ ”دے کھنڈارے“ اور ”انسان دانسان“ ہیں۔ میں فطری انداز کی ادیبہ ہوں۔ ابہام اور لفظوں کا کھیل میری طبیعت کے ساتھ میل نہیں کھاتا۔ عام زندگی میں بھی تصنع اور بناوٹ سے دور ہوں۔ میری تحریریں زندگی کے بہت قریب رہتی ہیں۔

☆: آپ نے شاعری بھی کی ہے؟

ج: میں نے شاعری زیادہ نہیں کی۔ بس اتنی کہ ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ میری شاعری کی اصلاح میرے والد نے کی۔ انہوں نے مجھے شاعری کے اوزان بھی سکھائے لیکن مجھے

## تین زبانوں میں ٹی وی ڈرامہ سیریل لکھنے والی مصنفہ سرائیکی ادب کی خاتون اول

ناول نگار، افسانہ نگار اور ڈرامہ نگار پروفیسر مسرت کلا نچوی سے گفتگو

اوزان کی پابندی مشکل لگی۔ اب کبھی کبھار نثری نظم لکھ لیتی ہوں۔ ☆: آپ نے ٹی وی اور ریڈیو کے لئے بہت مقبول ڈرامے لکھے ہیں۔ آج کل ٹی وی پر آپ کام نہیں دکھائی دے رہے ہیں کی وجہ؟

ج: ریڈیو پاکستان کے لئے آج بھی ڈرامے لکھ رہی ہوں۔ پی ٹی وی بھی اپنی پروڈکشن نہیں ہو رہی۔ پرائیویٹ پروڈکشن کے ڈرامے نشر ہو رہے ہیں۔ پرائیویٹ پروڈکشن کے ٹی وی ڈرامہ کا

تصانیف: (1) اچھی دھرتی جھکا اسان (افسانے) 1976ء، (2) دھن کنس دیاں والیاں (افسانے) 1987ء، (3) دھیاں دا آدر (طویل کہانی) 1986ء، (4) تنہا صبا (ڈرامے) 1989ء، (5) کی مدنی (سیرت) 2003ء، (6) اپنا گھر (اردو ڈرامہ) 2004ء، (7) تھل مارو اپنیڈا (افسانے) 2005ء، (8) حضور کا بچپن اور لڑکپن (سیرت) 2008ء، معروف ٹی وی ڈرامہ سیریلز: (1) ریکڑا (اردو) (2) مسافت (اردو) (3) صوبہ سائیاں (اردو) (4) منہ جھار (اردو) (5) بہت اردو (6) رات بدلے گی (اردو) (7) صحرا (اردو) (8) بوسے تے باریاں (پنجابی) (9) پارت (سرائیکی) (10) مٹی رنگے لوک (پنجابی) (11) نور نظر (اردو) طویل دورانیہ کے ڈرامے: (1) ایک منٹ (2) دوش (3) دشت تنہائی میں اعزازت: قومی ادبی انعام، فاطمہ جناح میڈل، گریجویٹ ایوارڈ، پی ٹی وی ایوارڈ کے لیے نامزدگی

کا کھیل نصرت تھا کر کی ہدایت میں ”ایک منٹ“ نشر ہوا جو بہت ہی پسند کیا گیا۔ اس دن تیز رو ٹرین کا حادثہ ہوا تھا۔ سینکڑوں لوگ مرے تھے۔ اس دن تمام تقریبی ٹی وی پروگرام بند کر دیے گئے تھے۔ پی ٹی وی چینل میں ”ایک منٹ“ رات آٹھ بجے شروع ہوا درمیان میں خبر نامہ آیا اور پھر یہ کوئی پوئے گیا کہ وہ بجے تک چلا سے رات 11 بجے تک چلا رہا۔ اس کے بارے میں اخبارات میں بہت اچھا لکھا گیا۔ پھر فروری 92ء میں سرائیکی زبان میں پہلا سیریل ”پارت“ اسلام قریشی کی ہدایت میں نشر ہوا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چل پڑا۔ میں نے حلیظ طاہر، نصرت ٹھاکر، راشد ڈار، قمر علی شاہ، ایوب خاور، محمد عظیم عبدالعزیز، روجی اعجاز، اسلام قریشی، مشتاق چودھری، طارق احمد اور ذوالقرنین شاکر

کا زیادہ تر کراچی میں ہو رہا ہے۔ ابھی چند ماہ پہلے ہی پی ٹی وی نے اپنی پروڈکشن شروع کی ہے۔ اگر مجھے کہا جائے گا تو میں پی ٹی وی ڈرامے ضرور لکھوں گی۔ ہمارے فنکار بہت باصلاحیت ہیں۔ اب تو پڑھے لکھے گھرانوں کے تعلیم یافتہ بچے بچیاں شوہر میں آ رہے ہیں بلکہ شوہر کے مختلف شعبوں میں ماسٹر ڈگری لے کر آ رہے ہیں۔ ☆: پرائیویٹ پروڈکشن کے لئے آپ نے نہیں لکھا؟

ج: میں نے کچھ ڈرامہ سیریل لکھے لیکن ان کے ساتھ کام کرنے کا میرا تجربہ اچھا نہیں رہا۔ پرائیویٹ پروڈکشن کا میرا ڈرامہ سیریل ”نور نظر“ پی ٹی وی سے ہی نشر ہوا تھا۔ پرائیویٹ پروڈکشن والے میرا لکھا غیر بتائے تبدیل کر دیتے تھے۔ پی ٹی وی کے لئے میں نے جو کچھا وہی چھوڑا تھا، کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی تھی۔ پرائیویٹ

پروڈکشن کے لئے تین ڈرامہ سیریل منہ جھار، بہت اور نور نظر لکھے۔ ☆: آپ کو کس زبان میں ڈرامہ لکھنے میں مہارت ہے؟

ج: مجھے اردو اور پنجابی میں ڈرامے لکھنا اچھا لگتا ہے مگر سرائیکی میں اس لئے زیادہ اچھا لگتا ہے کہ وہ میری مادری زبان ہے۔

☆: آپ شوہر کی تقریبات میں کم دکھائی دیتی ہیں کتنی آپ شوہر کی دنیا کے لئے ہیں؟

ج: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

ہی میں ایم فل کا ایک مکالمہ بھی لکھا گیا۔ می راجپانی ڈرامہ ”بوسے تے باریاں“ انتہا بہت ہوا کہ چار مرتبہ پی ٹی وی لاہور سے چلا اور جاپان کے ڈرامہ فیسٹیول میں بھی بیجا گیا تھا۔

☆: ایک ڈائریکٹر کے لئے رائٹر ہونا بہتر ہوتا ہے؟

ج: ڈائریکٹر کے لئے رائٹر ہونا بہت بہتر ہوتا ہے۔ بعض رائٹر تو ادکاری بھی کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کوئی لکھنے والا ادکاری اور ڈائریکٹر بھی ہے تو کردار کی feeling کو زیادہ بہتر سمجھ سکتا ہے اور اس کو بہتر کر سکتا ہے۔

☆: فلم کا سکرپٹ لکھنے کا بھی خیال آیا؟

ج: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔

☆: اگر مجھے آفر ہو تو میں فلم کا سکرپٹ بھی لکھ سکتی ہوں۔ مجھے زبان کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں اردو پنجابی اور سرائیکی زبان میں فلم کا سکرپٹ لکھ سکتی ہوں۔





مظہر حسین شیخ

قدرتی گیس کسی نعمت سے کم نہیں ماضی میں جس طرح اس کا بے جا استعمال کیا گیا کسی دھکی چھپی بات نہیں بھی وجہ ہے آج یہ بحران شدت اختیار کر گیا ہے۔ ماہرین کے مطابق اس کا ذخیرہ کم ہو گیا ہے۔ لاکھوں مکب فٹ گیس کی پائپ لائنیں تخریب کاروں نے آگ کی صورت میں ہوا میں اڑا دی۔

شدت کی سردی کے ساتھ ہی گیس کا بحران جنم لیتا ہے، آصف علی زرداری کے دور حکومت میں جب سی این سیٹیشنوں کا اتوار بازار لگا اور بذریعہ بینک لیز پر چھوٹی بڑی گاڑیاں دی جانے لگیں نہ صرف گیس بحران نے جنم لیا بلکہ ٹریفک کے مسائل بھی بڑھ گئے، جو اب بھی جاری ہیں، جبکہ گیس کی صورت حال یہ تھی کہ پوش علاقوں میں رات کے وقت طوفان بدتمیزی دیکھنے کو ملتی، وہ اس طرح کہ ہر چھوٹی بڑی گاڑی میں سی این سی کی کٹ نصب کروادی گئی، جس کی قیمت پیٹرول کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔ صاحب حیثیت جو پیٹرول کے اخراجات برداشت کر سکتے تھے وہ بھی سی این سی سے مستفید ہوئے، ابتداء میں پانچ، سات سو روپے میں سیلنڈر رفل ہوتا اور ایک سیلنڈر سینکڑوں کلو میٹر چلتا اس وقت یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ سی

### صاحب حیثیت جو پیٹرول کے

اخراجات برداشت کر سکتے تھے

وہ بھی سی این سی سے مستفید ہوئے

این جی مالکان نے پچاس فیصد ڈسکاؤنٹ کے بیڑ بھی آویزاں کر رکھے تھے۔ یعنی چھپن روپے کلو گیس ڈسکاؤنٹ کے ذریعے ستائیس اٹھائیس روپے کلو فروخت ہونے لگی، کسی بھی کام کو قاعدے اور قانون کے مطابق کیا جائے تو پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا سی این جی سیٹیشنوں کا یہ عالم تھا کہ صرف ایک کلو میٹر کے علاقہ بارہ سینٹین تھے اگر شہروں کا یہ عالم تھا تو جی ٹی روڈ کا کیا حال ہوگا جہاں رات کے وقت حو کا عالم ہوتا ہے ایسے موقع پر گیس چوری کی شرح بڑھ جاتی ہے اس وقت کروڑوں روپے خرچ کرسی این جی کنکشن لگوائے گئے۔ بعد ازاں وہ وقت بھی آیا جب گیس نایاب ہو گئی اور پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں گاڑیوں کی طویل دیکھنے کو ملیں، لوگ گیس سلنڈر بھروانے کے لئے صبح اٹھنے پر مجبور ہو گئے اور اس طرح ہر ایشیائی سی این جی فلنگ کے لئے گاڑی، پک اپ اور رکشاؤں کی طویل قطاریں دیکھنے کو ملیں۔

اس وقت کی حکومت کی بے قاعدگیوں کی وجہ سے آج گیس کے شدید بحران سے گزر رہے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے کہ پانی کی طرح قدرتی گیس کے ذخائر بھی کم



## گذشتہ دور حکومت میں CNG سٹیشنوں کا بازار سبھا تو گیس کے بحران نے جنم لیا

چھوٹی بڑی گاڑیوں میں گیس کٹ نصب ہو گئی، چند گز کے فاصلے پر سی این جی سٹیشن کا قیام

ہوتے جا رہے ہیں۔ اب جب بھی موسم اگرائی لیتا ہے اور سردی کی لہر آتی ہے گیس کی لوڈ شیڈنگ شدت اختیار کر جاتی ہے اگرچہ موسم گرما میں بھی گیس کی اشد ضرورت ہوتی ہے لیکن شدت کی سردی میں اس کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ یوں تو گیس کا پریشر بہت کم ہے لیکن جب کھانا بنانے یا روٹی پکانے کا وقت ہوتا ہے تو پریشر انتہائی کم ہو جاتا ہے، خاتون خاندان جب آنا تیل کرتی ہے تو پڑا لٹی ہیں روٹی نہیں البتہ پاز ضرور بن جاتا ہے۔ دو پہر بارہ سے دو بجے اور رات چھ سے نو بجے تک گیس کا پریشر انتہائی کم ہو جاتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ گیس کی لوڈ شیڈنگ سی این جی سٹیشنوں کی بھرمار کی وجہ سے ہوتی ہے، سابقہ

دور میں سی این جی سٹیشنوں کے لائسنس طرح طرح جاری کئے گئے جیسے اتوار بازار ہو۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب بڑا سیلنڈر صرف پانچ سو روپے میں فل ہو جاتا تھا اس وقت پریشر بھی بہت زیادہ ہوتا جبکہ نوے فیصد گاڑیوں کے مالکان نے اس سے استفادہ کیا اس وقت پوش علاقوں میں رات کو تین روڈز پر تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی سول ”سیر و تفریح“ کے لئے نکل پڑتے اور بلند آواز میں میوزک و گانے سننے جاتے ایک طوفان بدتمیزی دیکھنے کو ملتا گویا یہ قدرتی اور قیمتی گیس کا ضیاع تھا۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا گیس کے پریشر میں کمی واقع



ہوتی گئی اور جہاں چوبیس گھنٹہ سی این جی دستیاب ہوتی وہاں ہفتے میں صرف تین دن گیس ملنا ممکن رہا۔ سابقہ حکومت کیفیلٹ پالیسیوں کی وجہ سے دو ہزار نقصان ہوا ایک توفیتی گیس بے دریغ گاڑیوں کی نذر ہو گئی اور دوسری سی این جی سٹیشنوں کے باہر تین روڈ پر گاڑیوں کی طویل قطاریں دیکھنے کو ملیں جس سے ٹریفک کا نظام متاثر ہوتا، گو اب پیٹرول کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہیں رہا لیکن جب بھی پیٹرول کی قیمتیں سر اٹھائیں گی لوگوں کا رُحان بھری این جی کی طرف ہوگا۔ پھر وہ وقت بھی دیکھنا پڑا جب دس پندرہ روز سی این جی سٹیشن بند کر دیئے گئے، اس موقع پر متوسط گھرانے، پک اپ اور رکشہ ڈرائیوروں کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ قطاروں کی وجہ سے ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ویکلوں اور سکول جانے والی چھوٹی وینوں نے تین تین چار چار سلنڈر نصب کر رکھے تھے جبکہ بڑی گاڑیوں کے مالکان اپنے دفتر پہنچ کر گاڑی ڈرائیوروں کے حوالے کر دیتے ہیں اور قطار میں لگنے کا کہتے۔ حالانکہ بڑی گاڑیوں کے مالکان پیٹرول کی سکت رکھتے ہیں۔

گو کہ موجودہ حکومت نے گیس کے ضیاع پر بڑی حد تک قابو پالیا ہے بہت سے سی این جی سٹیشنوں کو اس لئے بند کر دیا گیا ہے، جگہ اس کے لئے موزوں نہیں، جبکہ ایسے سٹیشنوں کو بھاری جرمانہ یا سٹیل کر دیا گیا ہے جو گیس کی چوری میں ملوث تھے، بد قسمتی یہ کہ گیس کی لوڈ شیڈنگ میں ابھی تک کمی واقع نہیں ہوئی۔ اب گھر میں گیس کی لوڈ شیڈنگ جاری ہے، ویسے بھی ان حالات میں بڑی کمرشل بسوں کو سی این جی پر چلانا گھریلو صارفین کے ساتھ زیادتی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ کمرشل بسیں اور بڑی گاڑیوں کو سی این جی کی فراہمی مکمل طور پر بند کر دی جائے۔

ماہرین کے مطابق ایک بڑا گیس کا سیلنڈر جو کہ 1600 سی سی گاڑی پر نصب ہوتا ہے دس افراد کے کنبہ کو ایک ماہ سے زیادہ کا ایندھن فراہم کر سکتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قدرتی اور قیمتی گیس کا کیوں کیا؟ یہ بھی حقیقت ہے کہ گاڑی اب ہر گھر کی ضرورت بن

قیمتی گیس کے بے دریغ استعمال سے گھریلو صارفین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا جبکہ این جی سٹیشنوں کے باہر تین روڈز پر گاڑیوں کی طویل قطاریں دیکھنے کو ملیں

کر رہ گئی ہے متوسط طبقہ آٹھ سو یا ہزار سی سی گاڑی رکھنے پر اس لئے مجبور ہے کہ سکول سے بچوں کو پک اپ اینڈ ڈراپ کے لئے بھاری رقم خرچ کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔ کئی رکشہ والوں نے بھی پک اپ اینڈ ڈراپ کو باقاعدہ ذریعہ بنا رکھا ہے اور سی این جی کاروں کا رہے یہ پٹرول کے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں اور نہ ہی متبادل روزگار ان کے اختیار میں ہے بروہی ہوئی مہنگائی کے اس دور میں متوسط طبقہ بری طرح متاثر ہوا ہے۔

جوں جوں وقت گزرتا رہا ہے گیس کے ذخائر کم ہوتے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں دوسرے ممالک سے قدرتی گیس سمیت ایل این جی درآمد کرنے کے اقدامات بھی جاری ہیں۔

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ گیس کی قلت دور کرنے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر اقدامات کرے اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت توانائی کے بحران پر قابو پانے کی سر توڑ کوشش کر رہی ہے لیکن دوسری طرف لوگوں کو بھی اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے حکومت سے تعاون کرنا ہوگا، سی این جی گیس کا استعمال کم کئے بغیر ہم جس قدر گیس کے ذرائع بھی پیدا کر لیں کم پڑ جائیں گے۔ لہذا اعلیٰ طبقے کو اس کفایت شعاری میں حکومت کے ساتھ تعاون کرنا ہوگا۔ یوں تو گیس کا بحران ہر طرف جاری ہے کہیں زیادہ اور

### جب بھی پیٹرول کی قیمتیں سر اٹھائیں گی لوگوں کا رُحان پھر سی این جی کی طرف بڑھے گا

کہیں کم، لیکن اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس بحران کو کم کرنے کے لئے جہاں حکومت کی ذمہ داری ہے وہاں ہمارا بھی یہ فرض ہے کہ اس کا بے جا استعمال نہ کریں ہم نے کوشش ہی نہیں کی کہ بے جا گیس کے استعمال سے اجتناب کریں۔ بیڑ نہ جلائیں جو صحت کے لئے بھی نقصان دہ ہے، گیزر ضرورت کے وقت جلائیں اور گیس کے پائپ کے ساتھ ایسے برقی آلات نہ لگائیں جو گیس کا پریشر بڑھاتے ہیں، جب اس بحران نے سر اٹھایا تو بعض لوگوں نے گیس کا پریشر بڑھانے کے لئے فریج کے کمپریمر کا استعمال کیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ تعداد بڑھ گئی اور یہ طریقہ کار اپنایا جانے لگا، خریدنے کی سکت رکھنے والوں نے کمپریمر کے ذریعے نہ صرف اپنا چولہا جلاتا مناسب نہ سمجھا بلکہ گیزر اور گیزر دن رات چلتے لگے۔

جب اس کی طلب بڑھنے لگی تو گیس پمپ مارکیٹ میں آ گئے ابتداء میں اس کی قیمت صرف پندرہ سو روپے تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ پمپ بھی عام اور مہنگا ہو گیا اب یہی پمپ پچیس سو سے تین ہزار روپے تک مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ پمپ لوکل بھی بنتے ہیں اور میڈیاں چاندی بھی ہیں۔ پمپ چاندی سے پاکستان آیا تو چاہئے تو یہ تھا کہ اسے تین کر دیا جاتا۔ لیکن متعلقہ عمل نے یہ مناسب نہ سمجھا ہینا یہ ملی بھگت سے ہوا ہوگا۔ اب یہ عالم ہے کہ تقریباً ہر گھر میں پمپ موجود ہے گو کہ گورنمنٹ نے اب اس پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ لیکن مارکیٹ میں چوری چھپے اور واقعت سے خریدنا مشکل نہیں۔ یہ پمپ اور کمپریمر انتہائی خطرناک ہیں۔ ذرا سی لاپرواہی کی صورت میں پورے گھر کو آگ کی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ گزشتہ دنوں آگ لگنے کے چند واقعات رونما ہوئے ہیں۔

بچے اور بڑے مجلس کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے جبکہ کئی زخمی اب بھی زیر علاج ہیں اب آگ کس طرح لگی یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ پمپ کا دوسرا بڑا نقصان ہے وہ یہ ہے کہ اڑوس پڑوس یا بالائی منزل پر گیس نہیں پہنچتی اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر گھر میں پمپ موجود ہو یا ہر کوئی خریدنے کی سکت رکھتا ہو۔ اڑوس پڑوس کا خیال رکھنا ہم سب کا اولین فرض ہے۔





خوبصورتی کا سچا خواب



**Goldenpearl**  
Beauty Forever



Golden Pearl Cosmetics-Pakistan

www.goldenpearl.com.pk

email: info@goldenpearl.com.pk



# گلیمرس نہیں پرفارمنس کے حامل کردار پسند ہیں

ماڈل واداکارہ ”حمیرا اصغر“ کی باتیں



فیلم کوئی بھی ہوا میں کام کرنے کے کچھ اصول اور ضوابط ہوتے ہیں جن کو فلو کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے اور اگر ان رویوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو یقیناً مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شو بیز گیمز کی دنیا ہے اور صرف اچھا قد اور خوبصورت شکل و صورت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ پیر ماڈل بن سکتی ہیں یہ سب چیزیں ضروری ہیں لیکن ان کے ساتھ جو چیز سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے وہ ہے ٹیلنٹ۔ اگر ٹیلنٹ ہوگا تو آپ نمبر ون کی دوڑ میں شامل ہو سکتی ہیں۔ ان خیالات کا اظہار ”حمیرا اصغر“ نے ”لوئے وقت“ کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تقریباً سات برس تک ریفریج پیئر کے پلیٹ فارم سے سیرس تھیر کیا تھیر کرنے سے میری خود اعتمادی میں اضافہ ہوا جسے پید چلا کہ ڈائلاگ ڈیوری کیا ہوتی ہے اور کس طرح سے آؤڈیزز کا دل جیتنا ہے۔ ریفریج تھیر کے بعد میں نے ماڈلنگ کی اور ایکٹنگ سے زرا دور ہو گئی لیکن ایک مرتبہ پھر میں نے اداکاری کی طرف توجہ مرکوز کر لی ہے۔ حال ہی میں، میں نے مایور بلوچ اور ظفر رحمان کے ساتھ ایک ڈرامہ کیا اس میں میرے کردار کو بہت پسند کیا گیا یہی وجہ ہے کہ میرے پاس آفرز آ رہی ہیں لیکن میں ابھی سوچ بچار کر رہی ہوں کسی ایسے کردار کی تلاش میں ہوں جس میں اداکاری کی زیادہ گنجائش ہو۔ بہت سے ایسے اداکار ہیں جو گیمز کی کردار کی تلاش میں رہتے ہیں لیکن میں زرا ہٹ کر سوچتی ہوں مجھے لگتا ہے کہ کردار ایسا ہو جس میں گیمز کم سے کم اور اداکاری کی گنجائش زیادہ سے زیادہ ہو۔ ایک سوال کے جواب میں حمیرا اصغر نے کہا کہ شو بیز کی دنیا میں گروپس تو بنے ہی ہوتے ہیں لیکن یہ کسی بھی نئے آنے والے فنکار یا ماڈل ہر شخص سے کس نے کس طرح سے چلنا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ماڈلنگ کے ساتھ ساتھ اداکاری کو جاری رکھنا اتنا آسان بھی نہیں اور اتنا مشکل بھی نہیں اگر وہ دونوں کام طریقے اور پلاننگ سے کئے جائیں تو دونوں شعبوں میں بیک وقت نام اور مقام بنایا جاسکتا ہے۔ شو بیز فیلڈ میں ہر وہ انسان میرا آئیڈل ہے جس کا کام دیکھ کر کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ میں محنت کرنے پر یقین رکھتی ہوں اور جو بھی پراجیکٹ کرتی ہوں دل سے کرتی ہوں۔



نام بھی لسانی  
معیار بھی لسانی



وزن گھٹائیں  
صحت پائیں



ہر قسم کے موٹاپے کی وجوہات کو  
کم کرنے کیلئے مؤثر دوا

AL HAMRA

ای میل: lasanipharma@yahoo.com | تمام ایسی بیماریاں کی کٹنگ سے اور دیگر طبیعت زیادہ تراب ہو تو معاف سے رہیں گے۔

نوائے وقت  
سنڈے ہیپیرین



عنبرین فاطمہ

کری ایٹو ہیڈ: زاہد رانا



آپ پڑھیں تو اس کی انٹرپرائزیشن یا اس کا سکوپ یہ تھا۔

That the Court is to run its affairs in accordance with the dictation of the Chief executive, and he has absolute discretion to amend the Constitution as he may please

ہمارے سامنے تو فیصلہ ہی یہ تھا یہ جو ججز آرڈر ہے جو پی سی او ہے اس کے تحت آیا ہے آئین میں ترمیم کا اختیار ہے۔  
اب ذرا لفظ بلفظ ججز آرڈر ملاحظہ فرمائیں  
page 911  
oath of office (judges)  
order 2000, 25 January  
2000  
in para 2 of the order it

فضل حسین اعوان

awan368@yahoo.com

کھانے کی میز پر سابق چیف جسٹس آف پاکستان اور چیف الیکشن کمیشن ارشد حسن خان سے ملاقات ہوئی۔ قیوم نظامی بھی اس میز پر تھے۔ ارشد حسن خان مجید نظامی صاحب کی یادیں تازہ کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا مجید نظامی بلاشبہ اپنے کردار اور اقوال کے مطابق ”مسٹر صاف“ ہیں۔ ارشد حسن خان سے دوستی کا تذکرہ خود مجید نظامی مرحوم بھی کیا کرتے تھے۔ ارشد حسن کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نظامی صاحب ان کے گھر تشریف لائے تو چائے پیتے ہوئے بولے یہ تو برطانیہ سے آئے ہیں۔ میں نے ہاں میں جواب دیا تو انہوں نے کہا How Can You afford?

یہ جتنی میرے ایک دوست دے گئے تھے جس سے میں نے نظامی صاحب کو آگاہ کیا۔ جسٹس صاحب سے یہ میری پہلی ملاقات تھی مگر ان کے بارے میں اور ان کے فیصلوں کے حوالے سے کافی کچھ سن رکھا تھا۔ جسٹس صاحب ماشاء اللہ اس عمر میں بھی بڑے ایکٹو اور چاک و چوبند ہیں۔ وہ کوئی واقعہ بیان کر رہے تھے جس سے پہلے کچھ یوں کہا: ”میں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا.....“ میں نے بھی ان کی اس بات سے حوصلہ پا کر کہا کہ میں بھی آپ سے معذرت کے ساتھ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے خندہ پیشانی سے جواب دیتے ہوئے کہا: ”بالکل بالکل آپ بات کریں۔“

الیکشن کیلئے تین سال خالد انور کے متفق ہونے پر دیئے

## مجید نظامی

بلاشبہ امام صحافت تھے

سابق چیف جسٹس ارشد حسن خان کی نوائے وقت سے بات چیت



یہ بات قطعی قطعی غلط اور بے بنیاد اور لاعلمی کی بناء پر کہی جارہی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ آپ پی سی او کو پڑھیں۔ جس میں صاف طور پر یہ تحریر ہے کہ ججز مشرف کو بحیثیت چیف ایگزیکٹو یہ اختیار ہے کہ وہ آئین کو کسی وقت amend کرے۔ کسی لاء کو amend کرے۔ یہی تو چیز زیر بحث تھی کہ ججز مشرف کو کوئی اختیار ہے یا نہیں ہے۔ پی سی او ججز آرڈر میں

حکومت چیف الیکشن کمیشن کی مدت چار سال کرنا چاہتی تھی میں نے اتفاق نہیں کیا

12 فروری 2017ء



was stated that the chief executive has and shall be deemed always to have had, to power to amend the constitution.

it was further stated in the para 3 of order that judges who take oath shall be bound by the judges oath order, where as stated before genal Musharraf asserled that he has power to amend the constitution.

Mr Khalid Anwar contended refer para 57, page 1001 that the Provision of proclamation and the PCO are to be authoritatively and definitively interpreted and that one possible interprtion is

"that under the PCO chief executive may amend the constitution make new laws post pone elections indefinitely and take whatever action he deems fit and appropriate..."

اس کے مطابق ججز مشرف کو پورا اختیار تھا کہ وہ آئین میں ترمیم کرے، ہمیں اس پر فیصلہ کرنا تھا یہ غلط ہے کہ اس نے آئین میں ترمیم کا اختیار مانگا ہی نہیں تھا جو سپریم کورٹ نے خود سے دیدیا۔ میں یہ کہوں گا کہ عدالتی فیصلہ جات میں غیر ذمہ دارانہ اور غلط بیان نہیں دینا چاہیے۔ یہ کسی مہذب قوم کے شایان شان نہیں تاہم جب عدالت کا فیصلہ ہو تو اس کی

پرویز مشرف کو آئین میں ترمیم کی اجازت نہیں دی بلکہ روک دیا تھا

کریٹیکل اپری سی ایشن ہو سکتی ہے لیکن یہ نہیں کہ محض مفروضے کی بناء پر فیصلے کو بغیر پڑھے غلط الزامات لگا دیئے جائیں۔ بہر حال میرا کسی سے کوئی گنا نہیں ہر کوئی آزاد ہے اور اپنی کچھ کے مطابق جو چاہے کہہ سکتا ہے۔ ہر ایک کا اپنا ویو پوائنٹ ہے مگر آج میں نے جو اپنا ویو پوائنٹ دیا وہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے حوالے سے دیا ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ نوائے وقت کی جانب سے آپ نے موقع فراہم کیا میں بیان کروں کہ ظفر علی شاہ کیس کی سماعت میں کیا لکھا تھا۔ یہ سب کچھ سچ سچ اور سچ آپ کو بتا رہا ہوں آپ خود چیک کر لیں۔

بد نصیبی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کچھ دانشور حضرات، سیاستدان اور پڑھے لکھے لوگ بھی بغیر پڑھے بہت سی باتیں کر دیتے ہیں۔ یہ کورٹ کی سماعت تھی جس میں 11 جج بیٹھے تھے یہ ارشد حسن خان کا فیصلہ نہیں تھا۔ ہم نے تو

انہیں ترمیم کا اختیار دیا ہی نہیں۔ جنرل مشرف کا یہ موقف تھا کہ آئین میں ترمیم کرنے کا اختیار ہے۔ کورٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ تمہیں ترمیم کا قطعی اختیار نہیں۔ آپ کو یہ سن کے حیرت ہوئی کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ ایک طریقہ ہوتا ہے بات کہنے کا اور تحریر کرنے کا۔ سلیجے انداز میں بات کی جاتی ہے۔ مثلاً میں آپ سے غلط بیانی کر رہا ہوں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ جھوٹے ہیں۔ یہ بیوقوفانہ انداز ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ سچ نہیں بول رہے۔ ہم نے فیصلے میں دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ وہ لوگوں نے پڑھا ہی نہیں۔ ہم نے لکھا:

The Constitutional Amendments by the Chief Executive can be resorted only to if the constitution fails to provide a solution for attainment of his declared objective (seven point Agenda)

ظفر علی شاہ کیس میں خالد انور وکیل تھے، خالد انور اعلیٰ درجے کے وکیل اور شائستہ انسان ہیں۔ وہ نو دی پوائنٹ بات کرتے ہیں۔ معاملے کو سلھانے کی کوشش کرتے ہیں خود اچھتے ہیں نہ کورٹ کو ابھانے کی بات کرتے ہیں۔ حقائق کو مد نظر رکھ کر دلائل دیتے ہیں۔ ظفر علی شاہ کیس کئی ماہ تک سنا گیا اور تمام وکلاء کو بلا امتیاز پورا پورا موقع دیا گیا اور ان کے تمام دلائل کو لفظ بلفظ ریکارڈ کیا گیا۔ ظفر علی شاہ کیس اس لحاظ سے ایک منفرد اور ممتاز کیس تھا جس میں وکلاء صاحبان کے دلائل من و عن تحریر کئے گئے اور پھر ایک ایک نکتے کو زیر بحث لاکر جامع فیصلہ دیا گیا اور اپریل 2017ء میں 1223 تک موجود ہیں۔

مشرف کے سیون پوائنٹ ایجنڈے کے متعلق خالد انور نے یہ کہا کہ یہ ایجنڈا اچھا ہے۔ یہ تو مسلم لیگ کے منشور میں شامل ہے۔ یہی پیپلز پارٹی کے منشور میں بھی ہے۔ خالد انور نے کہا، 7 نکاتی ایجنڈے کو ضرور نافذ ہونا چاہیے۔ ہم اس کے حق میں ہیں لیکن اس کو قانون کے مطابق نافذ ہونا چاہیے، قانون کے خلاف نہیں۔ مسٹر خالد انور کے یہ الفاظ ریکارڈ اور فیصلے کا حصہ ہیں۔

Para 73(1)(a) That the 7 point agenda is the best interest of the country which take place under the law and not in violation of the law para (10)

فیصلے میں کہا گیا کہ ججز مشرف کو آئین میں ترمیم کا اختیار ہے لیکن یہ اختیار اس حد تک ہے کہ وہ اپنے سات نکاتی



ایجنڈا کو لاگو یا نافذ کرے۔ میں ایک جج ہوں۔ آج بھی ریٹائر ہونے کے باوجود ایک ڈپٹی جج کا پابند ہوں۔ غلط یا صحیح میں نے یہ سمجھا کہ مجھے تنازع میں نہیں پڑنا چاہیے۔ ایک فیصلہ کر دیا پڑے لکھے لوگ موجود، صحافی ہیں، سیاستدان ہیں، ایٹلیکچر کل ہیں وہ فیصلہ پڑھ سکتے ہیں کہ جو کہا گیا صحیح ہے۔ میں ہمیشہ ہی طالب علم رہا ہوں۔

سوال: مشرف نے اس فیصلے کا غلط استعمال تو نہیں کیا؟

جواب: یہ بڑی اچھی بات کی، اس فیصلے کا چونکہ سب نے ایک جزل تاثر دے دیا کہ سپریم کورٹ نے ظفر علی شاہ کیس میں مشرف کو ترمیم کا اختیار دے دیا ہے پھر انہوں نے ایل ایف او نکال دیا۔ جس سے میں متفق نہیں تھا۔ اس وقت میں چیف الیکشن کمشنر تھا۔ جب تک میں چیف جسٹس پاکستان رہا اس وقت تک ظفر علی شاہ کیس فیصلے کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ جب میں نے دیکھا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کی رو سے جزل مشرف کو آئین میں ترمیم کا اختیار نہیں ہے تو میں ایل ایف او کے تحت پارلیمنٹیرین کو کیسے حلف دوں چنانچہ میں نے بطور چیف الیکشن کمشنر تحریری طور پر انکار کر دیا کہ میں ان پارلیمنٹیرین کو ادھتھ نہیں دوں گا۔ تمام اخبارات میں یہ لیڈنگ خبر تھی کہ چیف الیکشن کمشنر نے اٹھ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کی وجہ یہی تھی لیکن یہ کہنا ضروری نہیں تھا۔

میرے دوسرے سوال سے پہلے ہی جسٹس صاحب نے خود کہا:۔

ایک تو میرے خلاف ہمیشہ سے یہ الزام تھا کہ مشرف کو میں نے اپنی طرف سے ترمیم کا اختیار دے دیا۔ دوسرا الزام یہ تھا کہ دیکھیں ہمیں کسی نے ناظم نہیں مانگا اور ارشاد حسن خان نے مشرف کو تین سال دے دیے۔ مشرف کو فیور کرنے کے لئے تین سال دے دینے کا جو بیانیہ پیش کرو، یہ بھی غلط ہے۔ کیس کے دوران میں نے ہر وکیل سے پوچھا کہ یہ معاملہ برا احساس نوعیت کا ہے، بہت اہم ہے، اس کے دور رس نتائج ہیں۔ آپ میری مدد کریں۔ تین مہینے کی سماعت کے اختتام پر ہم نے کہا ٹیک اور تو ہو گیا جو پچاس کو تو رپورٹس نہیں کر سکتے۔ اب اس کو کیا کریں جو درست ہو، آئین کے مطابق ہوا اور لوگوں کی بھی امنگوں کے مطابق ہو۔ آئین رائے دیں تاکہ اس کی روشنی میں کوئی فیصلہ کر سکوں۔ ہم نے خالد انور سے پوچھا آپ بتائیں۔ انہوں نے کہا جو فیصلے میں تحریر ہے۔

Sir, I will not ask court to do the impossible

ناممکن کیا ہے کہ نواز شریف کو بحال کر دو۔ پھر کیا طریقہ اختیار کریں خالد انور نے کہا کہ طریقہ یہ ہے بطور چیف جسٹس ز تو ہم یہی کہیں گے ہماری پیشکش کو accept کریں مگر یہ Impossible ہے۔ آپ یہ کریں جو ہو چکا اسے کنڈون کریں جو آئین کے مطابق انہوں نے کیا اسے بھی کنڈون Condone کریں۔ اگر کنڈون نہیں کریں گے تو ملک میں اتار کی پھیلے گی۔ ملک میں افراتفری ہوگی جو ہم نہیں چاہتے لیکن ساتھ ہی ایک معقول ناظم فریم دے دیں کہ یہ کب واپس جائیں گے۔ جہاں کوٹ بھی دیکھ لیجیے۔ سینئر ایڈووکیٹ خالد انور نے کہا۔

First, the Court condone past and close transactions

in order to avoid chaos and anarchy though they were not valid.

Secandly the Court can condone those actions which are condusive to return to constiltution rules, he how ever, emphasised that the Court may either allow the petition as a whole or in the alternative may confine it to a declaration in this case and lay down a roadmap and time frame for return to democratic role holding of elections

میں نے سپریم کورٹ بار کے صدر سے پوچھا وہ بھی پیش ہوئے تھے۔ ان کا کہنا تھا ان کو جانے میں 12 مہینے دے دیں۔ میں نے انارنی جزل عزیز اسے منشی صاحب سے پوچھا، انہوں نے کہا ہم کوئی ناظم نہیں دے سکتے کیونکہ یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے۔ ہم نے الیکشن کرانے میں الیکشن روڈ کو آپ ڈیٹ کرنا ہے۔

خالد انور نے خود ایک پیشکش کی جس کا میں نے ذکر کیا۔ اگر الیکٹورل رول کو آپ ڈیٹ نہیں کریں گے۔

Than milions of people will disenfranchised

اور اس کے بغیر الیکشن نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا ان کو حکم دیں کہ الیکٹورل رول آپ ڈیٹ کریں۔ انارنی جزل کے بقول چیف الیکشن کمشنر نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ ہمیں اس کام میں دو سال لگیں گے کیونکہ سارے الیکٹورل رول کو آپ ڈیٹ کرنا ہے Delimitation کرانی ہے، ہم نے objection لینے ہیں۔ الیکٹورل رول کے آپ ڈیٹ ہونے پر کسی کو اعتراض نہیں تھا میں نے کہا کہ جب ہم اس چیز کا جو ڈیٹل نوٹس لیتے ہیں کہ الیکٹورل رول آپ ڈیٹ نہیں ہیں اور یہ سب کا مؤقف ہے کہ milion of people will disenfranchised. تو ہم کیسے کہہ دیں کہ کل الیکشن کرا دو۔ ہمارا تو دل چاہتا ہے کہ فوراً الیکشن کرا دیں۔ مگر الیکٹورل رول آپ ڈیٹ نہ ہونے کے باعث ایسا ممکن نہیں ہے جبکہ چیف الیکشن کمشنر کہتے ہیں انہیں دو سال کا عرصہ درکار ہے۔ اس پر ہم نے کہا کہ ہم تین سال دیتے ہیں اور ان تین سالوں کا پہلا دن ٹیک اور سے شروع ہوگا۔ اس وقت ٹیک اور کو چھ ماہ ہو گئے تھے باقی اڑھائی سال میں الیکشن کرانے کا حکم دے دیا۔ دو سال الیکٹورل رول آپ ڈیٹ کرنے میں لگتے تھے باقی چھ ماہ میں انتخابی عمل مکمل ہوتا تھا۔ معاملہ ان کو گھر بھیجنے کا تھا ورنہ ایوب خان اور ضیاء الحق کے

رفیق تارڑ سے کبھی تعلقات خوشگوار نہیں

رہے، انکے کو سنہ بریف کیس لے جانے اور

ہمارے وصول کرنے کا الزام لگو ہے



مارشل لاؤں کا دور سب کے سامنے ہے۔ ضیاء الحق نوے دن کے لئے آئے تھے دس سال رہے۔ اگر کرپشن نہ ہوتا تو مزید دس سال بھی شاید رہتے۔ اب دیکھیں اس فیصلے کی ری ویو پیشین دانہ ہوئی۔ رول یہ ہے کہ ریویو وی وکیل کر سکتا ہے جس نے اور بجٹل پیشین کی ہو۔ خالد انور نے اور بجٹل پیشین کی تھی۔

انہوں نے ریویو میں جانے سے انکار کر دیا۔ وہ ریویو میں کیسے جاتے، انہوں نے جو کہا ہم نے مان لیا۔ ہم نے پیشین ان کی مان لی۔ انہوں نے ناظم فریم مانگا۔ ہم نے ناظم فریم دے دیا۔ انہوں نے کہا مشرف کو ترمیم کا اختیار نہیں۔ ہم نے کہا نہیں ہے۔ بہت سی شرائط ترمیم کیلئے لگا دیں جو پوری کرنی ناممکن تھیں۔ ہم نے کہا 31 دسمبر تک الیکشن کرائیں، جمہوری اوروں کو بحال کریں۔

The court ordered "The Validlity granted to the regime is inter linked and intertwined with the holding of elections".

وسیم سجاد صاحب تشریف لے آئے۔ ہم نے کہا آپ کو ری ویو کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ خالد انور نے پیشتر ہے وہ ریویو کرے۔

وسیم سجاد نے کہا کہ خالد انور نے کہا ہے وہ نہیں جائیں گے۔ شریف الدین پیر زادہ پیش ہوئے تو ان سے میں نے کہا کہ آپ بتائیں 31 دسمبر سے پہلے الیکشن کرائیں گے یا نہیں کرائیں گے۔ دسمبر سے پہلے پہلے جمہوری ادارے بحال اور پاور ٹرانسفر کریں گے یا نہیں، جائیں جزل مشرف سے پوچھ کے آئیں۔ انہوں نے کہا کوشش کریں گے۔ میں نے کہا یہ نہیں پوچھا کہ کوشش کریں گے یا نہیں کریں گے۔ یہ پوچھا ہے کہ الیکشن کرائیں گے یا نہیں کرائیں گے۔ ایک سیدھا سوال پوچھ رہا ہوں 31 دسمبر سے پہلے الیکشن کرا کے جمہوری ادارے بحال کریں گے یا نہیں۔ ہاں یا ناں میں جواب دیں۔ جواب ریکارڈ کریں گے اگر نہیں کریں گے تو جو validity دی گئی ہے وہ واپس لے لیں گے اور پھر پارلیمنٹ نے بھی ستر ہویں ترمیم کر دی۔ پھر بھی جناب فضل حسین اعوان صاحب آپ تمام سوالات مجھ سے پوچھ رہے ہیں ناظم بطور صحافی یہ آپ کی ذیوبی ہے مجھے آپ کے سوالات ناگوار محسوس نہیں ہو رہے۔

سوال: آپ پر الزام یہ بھی لگتا ہے کہ آپ کو انعام کے طور پر چیف الیکشن کمشنر بنایا گیا تھا۔



ارشاد حسن خان:۔ یہ میرے سامنے رزق ہے، اس سے کوئی بڑی بات نہیں کہ انسان خود کو بدو عادیہ۔ میں عمر کے اس حصے میں ہوں، ہر کسی نے اللہ کے پاس جانا ہے۔ یہ بھی قطعی غلط ہے۔ یعنی گواہی موجود ہے۔ سیکرٹری قانون فقیر محمد کھوکھر تھے۔ اس زمانے میں چیف آف جزل شاف جزل جیون خان، جیو کے نام سے معروف تھے۔ کسی سلسلے میں ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں آپ کو چیف الیکشن کمشنر بنادیں۔ میری ریٹائرمنٹ میں چھ ماہ باقی تھے۔ میں نے کہا کہ میں عہدے پر نہیں جاؤں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے جسٹس سجاد احمد جان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ میں چیف الیکشن کمشنر نہیں بنوں گا۔ انہوں نے کہا آپ کسی چیز سے خائف نہ ہوں۔ آپ اپنے معاملات میں خود مختار ہوں گے۔ ہم آپ کو یہ یقین دلا دیتے کہ آزادانہ کام کریں گے۔ آپ کے کام میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کے سوا یہ معاملہ کوئی اور احسن طریقے سے سرانجام بھی نہیں دے سکتا۔ یہ بات ہوئی اور جلد ہی جزل جیون حادثے میں فوت ہو گئے۔ ان کی جگہ جزل حامد جاوید آ گئے۔ میری ریٹائرمنٹ میں ایک مہینہ رہا کہ تو شریف الدین پیر زادہ تشریف لائے۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے چیف جسٹس کا Tenure extend کر دیں۔ میں نے کہا میں اسے قبول نہیں کروں گا۔ اگر مجھے چیف الیکشن کمشنر بننے کا لالچ ہوتا تو میں کیوں نہ چیف جسٹس پاکستان کے طور پر پیش کی گئی تو سب کو قبول کر لیتا۔ میں چیف جسٹس کا ٹیپر لیتا یا چیف الیکشن کمشنر بننا پسند کرتا۔ اس پیشکش پر میرا رنگ لال پیلا ہو گیا تھا۔ خدا جنت نصیب کرے میرے پاس حفیظ پیر زادہ آئے، بڑے پائے کے وکیل اور بہادر انسان تھے۔ انہوں نے کہا سنا ہے آپ کی الیکشن ہو رہی ہے، میں نے کہا ارشاد حسن خان نہیں ہوگا جو الیکشن قبول کر لے۔ اخبارات میں بھی یہ خبر شائع ہوئی کہ ارشاد حسن خان کو اگر الیکشن دی گئی تو وہ کسی صورت قبول نہیں کریں گے۔ اس کے بعد میں ریٹائر ہو گیا۔ میں دو سال اس عہدے پر رہا۔ میرے پاس ریٹائرمنٹ کے ڈیڑھ دو ماہ بعد صدر کے پرنسپل سیکرٹری طارق عزیز تشریف لائے۔ انہوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ چیف الیکشن کمشنر بنیں۔ میں نے کہا یہ میرے لئے اور آپ کے لئے مشکل ہوگا کیونکہ میں نے کسی کی مداخلت برداشت نہیں کرنی۔ انہوں نے مداخلت نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی اور کہا کہ الیکشن کرانے کا آپ ہی نے آرڈر کیا ہوا ہے۔ 31 دسمبر سے پہلے پہلے الیکشن کرائیں، فری اینڈ فیر کرائیں۔ ایسے الیکشن کرانے کے لئے آپ سے زیادہ موزوں انسان اور کوں ہوگا۔ میں ان حالات میں چیف الیکشن کمشنر بنا۔ یہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے، میں حلفا کہتا ہوں، یہ جو میں نے آپ کے ساتھ کھانا کھایا وہ مجھے نصیب نہ ہوا اگر میری کوئی ذیل ہوئی ہو۔ چیف الیکشن کمشنر کی مدت تین سال سے چار سال کرنے کی تجویز بھی، مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے کہا کہ میں چار سال کی بالکل حمایت نہیں کر سکتا ہوں یہ تجویز ایل ایف او کا حصہ نہ بن سکی۔ اس کے بعد چیف جسٹس پاکستان جسٹس ارشاد حسن نے کہا کہ میرے اوپر ایک اور الزام بھی ہے کہ کوئٹہ رجسٹری میں میری سربراہی میں چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے خلاف پیشکش سماعت کے لئے منظور کر لی گئی تھی۔ اس بیج میں میرے ساتھ جسٹس غلیل الرحمن خان اور جسٹس ناصر اسلم زاہد تھے۔ کہا جاتا ہے کہ رفیق تارڑ نوٹوں سے بھرا بریف کیس وہاں لے گئے تھے یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ میرے اور رفیق تارڑ صاحب کے مابین بھی ایسے مراسم نہیں رہے۔ آپس میں ”لگتی“ رہی ہے تاہم اب تعلقات میں کافی بہتری آ چکی ہے۔ مزید برآں میں کوئٹہ بیج کو ہیڈ ضرور کر رہا تھا لیکن میرے ساتھ غلیل الرحمن خان صاحب اور ناصر اسلم زاہد صاحب تھے۔ یہ دونوں اچھی شہرت کے مالک ہیں سب جانتے ہیں یہ میرے زیر اثر نہیں تھے۔ یہ کوئٹہ بیج کا متفقہ فیصلہ تھا نہ کہ صرف میرا فیصلہ تھا۔ یہ ایک عبوری فیصلہ تھا جس کو سپریم کورٹ کے ایک لارجر بنچ نے جناب سعید الزمان صدیقی کی سربراہی میں کفرم کیا۔ اس میں غالباً 11 جج تھے۔ میں نے جج کی حیثیت سے فیصلے ایمانداری، دیانتداری اور انصاف اصولوں کے مطابق کئے جو لوگ بے بنیاد اور جھوٹے الزامات لگاتے ہیں اللہ ہی ان کو بدلہ دینے والا ہے۔



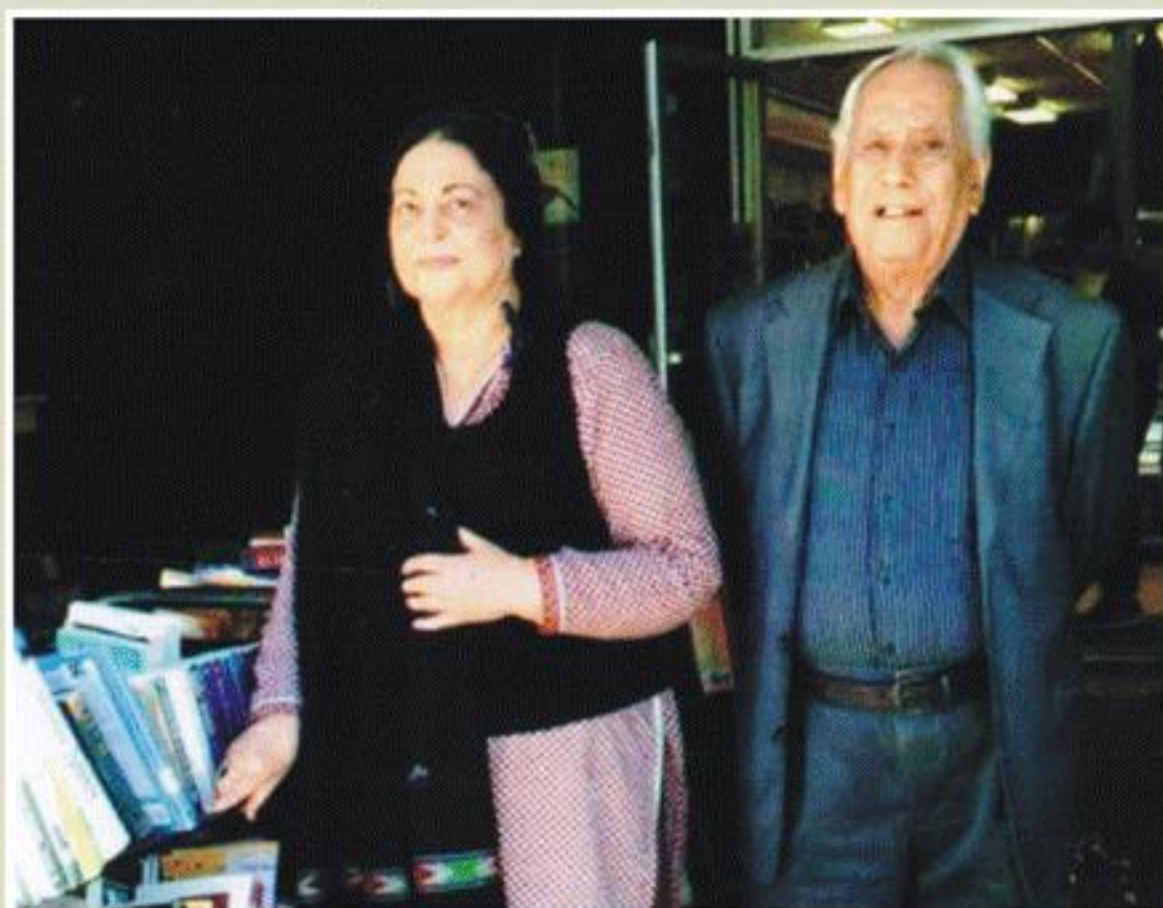
جب گھر سے نکلے تھے تو اچھی خاصی دھوپ چھائی ہوئی تھی مگر آن کی آن میں موسمِ ابرار اودھو گیا تھا..... یہاں پر بھی موسم کا کوئی اعتبار نہیں تھا۔ مگر خدا کا یہ شکر کہ تھی کہ لاہور کی نسبت یہاں موسم اچھا ہے۔ اور سیر و تفریح رمضان شریف ہونے کے باوجود اچھی کر رہے تھے۔ دن کا یہ ہی نہیں چلتا

امریکہ کی ایک خونی یہ ہے جو کوئی بھی انجان ہو یا اپنا یہ سلام ضرور کرتے ہیں

”یہ بات درست ہے لیکن ہر ماں کا دل ایک جیسا نہیں ہوتا“  
ان لوگوں کی بھی مجبوریاں ہوتی ہیں جو دن رات بچوں کو دماں

تھا حالانکہ نیویارک کی نسبت روزہ یہاں دیر سے کھلتا تھا..... لیکن اللہ ہمت دے دیتا ہے۔ انسان ارادہ کرے تو اللہ اس کی مدد ضرور کرتا ہے۔ ریاض چاہتے تھے کہ واپس جایا جائے مگر میں جمیل کے کنارے بیٹھ کر ان سب سبز پہاڑوں اور چلتی خشک ہواؤں کو انجوسے کرنا چاہتی تھی۔ پتلی سی نازک سی لڑکی نے قریب آن کر پوچھا میڈم چلیں امریکی ہو کر بھی اس کی پتلی سی ناک پاکستانیوں کی طرح پتلی تھی۔ ہوا میں کچھ اور بھی تیز ہو گئیں۔ ایک دم سے خیال پیدا ہوا۔ اگر اور زور سے چلیں تو یہ نازک لڑکی اگر جمیل کی نظر نہ ہو جائے۔ میں اٹھ گئی۔ وہ خاتون بچے کو کھانا کھلا چکی تھی۔ قریب سے گزری تو اس نے سلام کیا۔ جواب میں نے سلام کا جواب دیا۔ امریکہ کی ایک خوبی یہ ہے جو کوئی بھی انجان ہو یا اپنا ہو۔ یہ سلام ضرور کرتے ہیں۔ میں نے پاس کھڑے ہو کر اس سے پوچھا! یہ بچہ ہمارے؟

یہاں اس میوزیم کی زینت بنادیا ہے



اور کورن ویل یونیورسٹی کی ماحولیات ہمیں اور گردنواح میں سبزہ گھم اہوا تھا..... جہاں سبزے کے درمیان عمارات تھیں.....

لیکن آرسنوں نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ ان چیزوں کو بنا کر اپنا لوہا منوایا تھا خاص کر کہ اس بڑی سی بلڈنگ میں گریزیں گا جو واپوش گیس لایا گیا ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے۔ عجائب گھر دیکھ چکے تھے اور کسی اور جگہ جانے کی ہمت نہیں تھی..... آدھے گھنٹی کے ڈرامے کے بعد گھر پہنچ گئے تھے۔





## عزیز فاطمہ

تصاویر: گل نواز

نورے کی دہائی تک پاکستان فلم انڈسٹری خوب پھیلی پھولی، معیاری فلموں نے سینما اور شائقین کا آپسی تعلق برقرار رکھا۔ لیکن ایک وقت ایسا بھی آیا کہ فلمی سٹوڈیوز ویران ہو گئے فلمیں نہ بننے کی وجہ سے کئی سینما گھر ٹوٹ گئے اور یوں فلمی صنعت کی بحالی ایک خواب لگنے لگی۔ لیکن ”خدا کے لئے“ اور ”بول“ جیسی فلموں نے پھر سے امید کی کرن پیدا کی یوں بالال لاشاری سمیت چند ایک بڑے لکھے ڈائریکٹرز نے فلمیں بنا کر شائقین کو سینما گھروں میں لوٹنے پر مجبور کیا۔ ”وار“ جیسی فلموں کے بعد لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے جب ایک مرتبہ پھر سینما گھروں کا رخ کیا تو مزید لوگ بھی فلم بنانے کے لئے میدان میں آئے۔ گزشتہ تین، چار برسوں میں دیکھیں تو جہاں بہت ساری فلمیں شائقین کی توجہ کا مرکز بنیں وہیں ”سوال سات سو کروڑ ڈالر کا“ نے بھی فلم بینوں کو اپنی جانب متوجہ کیا۔ اس فلم سے ماضی کے معروف فنکار غلام محی الدین کے بیٹے علی محی الدین نے اپنے فلمی کیریئر کا آغاز کیا۔ فلم نے کتنا بزنس کیا یہ

بچپن میں فلم انڈسٹری کا ماحول بہت متاثر کرتا تھا ایسا لگتا تھا اس سے باہر کوئی دنیا نہیں ہے

ایک الگ بحث ہے لیکن علی محی الدین کی اداکاری کو بھنا پسند کیا گیا۔ لاہور میں پلے پڑھے علی محی الدین سے ہم نے گزشتہ دنوں انٹرویو کیا اور جاننے کی کوشش کی کہ مستقبل میں کس طرح کا کام کرنے کے خواہاں ہیں۔

نورائے وقت: بچپن سے ہی سوچ رہا تھا کہ اداکار بننا ہے؟ علی محی الدین: O لیو اور A لیو کرنے کے بعد میں پیچلرز کرنے کے لئے انگلینڈ چلا گیا۔ پروفیشنل فیلڈ میں جانے سے پہلے ہی میرا دھیان فلم انڈسٹری کی طرف ہوا۔ انگلینڈ سے وطن واپس آیا تو میں نے اپنے والد محترم سے بات کی اور ان کو بتایا کہ میں فلم انڈسٹری کا حصہ بننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے تم اس حوالے سے ہوم ورک شروع کرو۔ میں نے اپنی فٹنس پر دھیان دینا شروع کیا اپنی اداکاری اور آواز پر توجہ دی۔

نورائے وقت: فلم ”سوال سات سو کروڑ ڈالر کا“ کیسے ملی اور اس پر سٹے والا ریپاس آچکی تو قعات کے مطابق تھا؟ علی محی الدین: ایک پرائیویٹ ایونٹ میں میری ملاقات اس فلم کے ڈائریکٹر سے ہوئی ان کو میری لکس پسند آئیں اور انہوں نے کہا کہ میرے پاس ایک کردار ہے جو تمہیں سوٹ کرے گا میں نے کہانی پڑھی اپنا کردار دیکھا دونوں چیزیں مناسب لگیں تو فلم سائن کر لی۔ یوں اس پراجیکٹ کا حصہ بن گیا۔ باقی فلم کا ریپاس جیسا میں توقع کر رہا تھا اس سے بہتر ملا۔ لیکن میرے حساب سے چیزیں ابھی مزید بہتر ہو سکتی تھیں اور مزید

بہتر ریپاس موصول ہو سکتا تھا۔

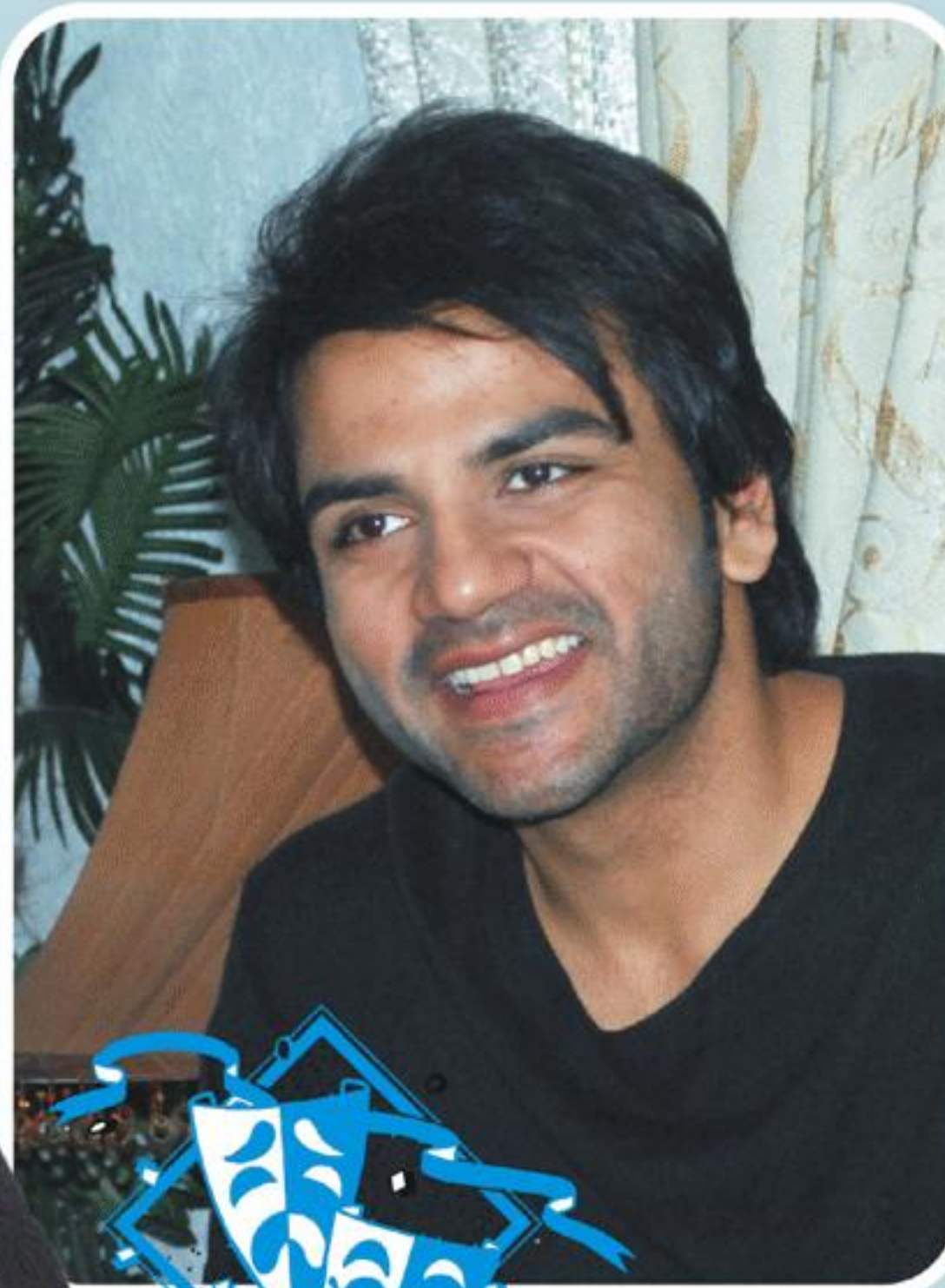
نورائے وقت: آپ کے والد ایک منجھے ہوئے آرٹسٹ ہیں اداکاری کے حوالے سے وہ آپ کو کس قسم کی ٹیپس دیتے ہیں؟ علی محی الدین: میرے والد صاحب کے حساب سے اداکاری کو بہتر کرنے کی گنجائش ہر وقت موجود رہتی ہے لہذا اپنی لکس، ڈائلاگ ڈیوری اور ایکسپریشنز کو بہتر کرنے کے لئے محنت کرتے رہنا چاہئے۔ باقی میرے والد ایک بڑے آرٹسٹ ہیں میں ان کے ساتھ بہت وقت گزارتا ہوں۔ اور ان کے مشوروں پر عمل بھی کرتا ہوں۔ میرے والد میرے لئے انٹرنیٹ ٹیوٹ کا دہرہ رکھتے ہیں اگر میں نے ان سے کچھ نہیں سیکھا تو سمجھیں میں کسی سے کچھ نہیں سیکھ سکتا ہوں۔ میرے والد کی اداکاری کی خاص بات مجھے ان کی ڈائلاگ ڈیوری اور آواز کی خوبصورتی اور میچورٹی لگتی ہے۔

نورائے وقت: آپ نے کہا کہ اچھے کردار کرنا چاہتا ہوں آپ کے نزدیک اچھے کردار کو نئے ہوتے ہیں؟ علی محی الدین: اچھا کردار وہ ہوتا ہے جو آؤ ڈیز کی دلچسپی کو بڑھائے میں جو بھی پراجیکٹ سائن کرتا ہوں اس میں یہ دیکھتا ہوں کہ کہانی کیا ہے اور کہانی میں اس کردار کی کتنی اہمیت ہے۔ فلم اور ڈرامے میں فرق ہوتا ہے۔ ڈرامے میں کہانی کو آگے بڑھانے اور لوگوں کو سمجھانے کے لئے 15، 16 اقساط دکھائی پڑتی ہیں جبکہ فلم میں آپ کے پاس صرف ڈھائی گھنٹے

انگلینڈ سے واپس آیا تو اب اسے کہا آرٹسٹ بننا چاہتا ہوں

# پہلی فلم کاری سپانسر توقع سے زیادہ ملا

”غلام محی الدین“ کے صاحبزادے ”علی محی الدین“ سے انٹرویو



ہوتے ہیں۔ لہذا کہانی میں جتنی گہرائی ہوگی اتنا ہی اس کے کردار مضبوط ہوں گے۔ اس لئے میں اچھی کہانی اور اداکاری سے بھرپور پراجیکٹس سائن کرنے پر یقین رکھتا ہوں۔

نورائے وقت: سٹارن ہونے کی وجہ سے کام ملنا کتنا مشکل اور کتنا آسان ہوتا ہے؟ علی محی الدین: سٹارن ہونے کی وجہ سے

پہلے سال میں 150 کے قریب فلمیں بنی تھیں امید ہے کہ ایسا سلسلہ ایک مرتبہ پھر شروع ہو جائیگا۔

نورائے وقت: کاسٹنگ میرٹ پر ہو رہی ہے؟

علی محی الدین: کچھ پراجیکٹس کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ان میں کاسٹ ہونے والے فنکار میرٹ پر پورا اترتے ہیں لیکن کچھ پراجیکٹس میں ڈائریکٹرز کا فیورٹ ازم نظر آتا ہے۔ فلم یا ڈرامہ جب بنتا ہے تو یہ ایک ٹیم ورک کا نتیجہ اور ڈائریکٹر جو کہ ”میٹین آف دی شپ“ ہوتا ہے وہ سوچ سمجھ کر کاسٹنگ کرتا ہے۔ یہ چیز بھی ساتھ ہے کہ اگر ایک ٹیم آپس میں کام کرنے کے حوالے سے آسانی محسوس کرتی ہے تو اس کو فیورٹ ازم کا نام دینا بھی غلط ہے۔ ہمارے ہاں ہر چیز کا ایک ہی انداز سے سوچا جاتا ہے جس کی وجہ سے صرف مسائل ہی مسائل نظر آتے ہیں اور حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔

نورائے وقت: آپ خود کو کن کرداروں کے لئے موزوں سمجھتے ہیں؟

علی محی الدین: میں ہر طرح کے کردار کرنے کی خواہش رکھتا ہوں خود کو چند ایک کرداروں تک محدود رکھنا نہیں چاہتا۔ اس لئے یہ نہیں کہوں گا کہ میں صرف سنجیدہ اداکاری کروں گا یا کامیڈی کروں گا۔ میں ہر وہ کردار کروں گا جس میں مجھے اپنی اداکاری یا صلاحیتیں آزمانے کا موقع ملے۔

نورائے وقت: عموماً ہمارے ہیرو ڈوکوز افس نہیں کرنا آتا کیا آپ ڈانس کر لیتے ہیں؟

علی محی الدین: اداکاروں سے جس طرح کا کام لیا جائے وہ ویسا ہی کرتے ہیں باقی ایسا بھی نہیں ہے کہ ہمارے ہیروز کو ڈانس نہیں کرنا آتا ہے۔ مجھے ڈانس کرنا آتا ہے باقی کیاں خامیاں کام کر کے دور ہوتی رہتی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ بہتری آتی جاتی ہے۔

نورائے وقت: نئے فنکاروں کو کس طرح تلاش کیا جاسکتا ہے؟ علی محی الدین: اس وقت ہمارے انڈسٹری محدود سکیل پر کام کر رہی ہے کچھ فلم میکرز نے لوگوں کو لیکر تجربہ بات کرنا چاہتے ہیں کچھ نہیں۔ ہمارے پرائیویٹ چینلز پر ٹیلنٹ ہنٹس ہوتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ فلم انڈسٹری ابھی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ اتنے سارے نئے ٹیلنٹ کو دیکھ کر کے ان کو کام کے مواقع دے۔ انویسٹر کیوریٹی لگتا ہے اگر وہ پیسہ لگا رہا ہے تو اسے واپس بھی چاہئے اس لئے کاسٹنگ کے معاملے میں وہ محتاط ہو کر چلتا ہے۔ ہمارے 2 صوبوں میں تو فلم نہیں لگتی ہماری مارکیٹ ابھی محدود ہے۔ اس کو بڑھانے میں وقت لگے گا اس لئے تجربہ بات کو قبول کرنا ہوگا۔

نورائے وقت: ایک کامیاب اداکار کسے سمجھتے ہیں؟

علی محی الدین: ایک کامیاب اداکار وہ ہے جس کا کام پسند کیا جا رہا ہے جو اپنے کام کے ساتھ انصاف کر رہا ہے۔ ہمارے ہاں

سٹارن ہونے کی وجہ سے کام تو مل جاتا ہے لیکن انڈسٹری میں جگہ بنانے کے لئے پاپر بیلنے پڑتے ہیں

اس حوالے سے حساب زرا اٹھانے جو آرٹسٹ جتنا سکرین پر نظر آتا ہے اس کو اتنا ہی کامیاب سمجھا جاتا ہے جو کہ بالکل ہی غلط ہے۔

نورائے وقت: کیا اس فیلڈ میں عام لوگوں کے انٹرن ہونا مشکل ہے؟

علی محی الدین: شوہز ایسی فیلڈ ہے جس میں ٹیلنٹ چلتا ہے۔ ہمارے ہاں بہت سارے لوگ کام کر رہے ہیں۔ میرے حساب سے میں نہیں تو تیس فیصد لوگ سٹارز کے بیٹے ہیں۔ کسی سٹار کا بیٹا، بیٹی، بہن، بھائی ہونا کامیابی کی ضمانت نہیں ہے۔ بہت سارے ایسے بھی آرٹسٹ ہیں جن کا دور دور سے تعلق شوہز سے نہیں رہا لیکن وہ اپنے ٹیلنٹ کی وجہ سے آگے آئے اور نام و مقام بنایا۔

نورائے وقت: کس قسم کی فلمیں دیکھنا پسند کرتے ہیں اور کون سے اداکار پسند ہیں؟

علی محی الدین: میں ہر قسم کی فلمیں دیکھتا ہوں اور چاہیہ شیخ مجید علی، وحید مراد، ندیم بیگ، مصطفیٰ قریشی، شان، مہر رانا اور شمعون عباسی کی اداکاری پسند ہے۔

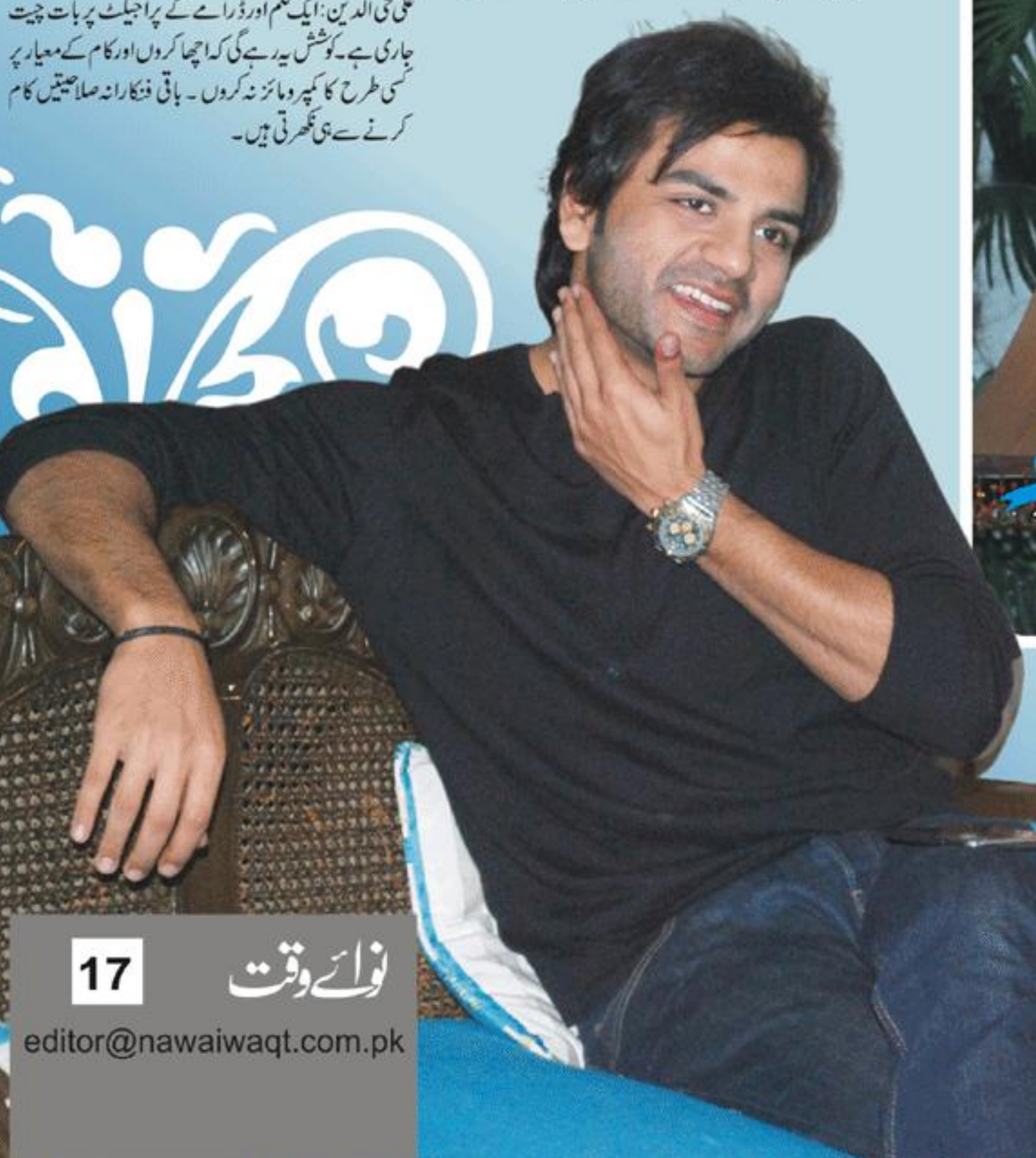
نورائے وقت: کن اداکاروں کے ساتھ کام کرنے کی خواہش رکھتے ہیں؟

علی محی الدین: میں ہر اچھی آرٹسٹ کے ساتھ کام کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ ہاں اتنا ضرور دیکھوں گا کہ کریکٹر کس قسم کا ہے اور میرے ساتھ اس حساب سے کس کو کاسٹ کیا جا رہا ہے۔ میں نے ابھی تک جتنے لوگوں کے ساتھ بھی کام کیا ہے ان کے کام سے بہت کچھ سیکھا ہے۔

نورائے وقت: اب اس کے ساتھ شوٹنگ پر جایا کرتے تھے؟ علی محی الدین: جب چھوٹا ہوتا تھا تو جایا کرتا تھا میں کیمبرہ، لائسنس اور شوٹنگ کے ماحول سے متاثر ہوتا تھا ایک مرتبہ ”طلسمی جزیرہ“ کے سیٹ پر گیا اب اس کے ساتھ رہنا خان تھیں۔ یہ بار بار مودی تھی اب ابا گائیت اپ دیکھ کر سم گیا۔ مجھے یاد ہے کہ آرٹسٹ مل کر بیچ کھلا کرتے تھے۔ فنڈ ریزنگ میجز بھی ہوتے تھے۔ مجھے لگا کرتا تھا کہ شاید ہر کوئی بڑا ہو کر اداکار ہی بنتا ہے اور اس سے باہر کوئی دنیا نہیں۔ لیکن جیسے جیسے بڑا ہوتا گیا پتہ چلتا گیا کہ زندگی کی حقیقتیں کیا ہیں۔

نورائے وقت: مستقبل کے کیا پلانز ہیں؟

علی محی الدین: ایک فلم اور ڈرامے کے پراجیکٹ پر بات چیت جاری ہے۔ کوشش یہ ہے کہ اچھا کروں اور کام کے معیار پر کسی طرح کا کمپر و مائز نہ کروں۔ باقی فنکارانہ صلاحیتیں کام کرنے سے ہی نکھرتی ہیں۔









# قرآن مجید عظمت والی کتاب

قدرت اللہ قرآن مبینی کے مبینک ڈائریکٹر قدرت اللہ کی ایمان افروز گفتگو



س: قرآن مجید کی طاعت و اشاعت کی طرف آپ کیسے آئے اور اس کام میں آپ کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

ج: میرے والد ملک غلام نبی کشمیری بازار لاہور میں قرآن مجید اور کتابوں کا کام کرتے تھے۔ ”ملک بشیر احمد تاجران کتب“ کے نام سے ان کے کاروبار کی بڑی شہرت تھی۔ والد بتایا کرتے تھے ہندوستان کے دو شہروں میں بھی ہماری کتابوں کی دکانیں تھیں۔ ہمارے آباؤ اجداد غزنی سے سلطان محمود غزنوی کے ساتھ آئے اور پھر لاہور میں ہی بس گئے تھے۔

میری پیدائش 1964ء کی ہے مجھے یاد ہے کہ میرے بچپن میں کشمیری بازار کتابوں کی دکانوں کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ جب میں نے ہوش سنبھالا تو یہ ناشران اور تاجران کتب اردو بازار متعل ہونا شروع ہوئے۔

س: آپ کے والد نے کتابوں کا کام کیسے شروع کیا؟

ج: کشمیری بازار میں ابتدا کرانے کی دکان سے کی بالکل تھوڑی سی جگہ تھی جو کرائے پر لی۔ 1947ء سے پہلے والد کشمیری بازار میں اپنی دو منزلہ دکان بنا چکے تھے۔ دکان کے پیچھے گلی میں کتابوں کا سٹور تھا۔ شروع میں ہمارا کام قرآن مجید چھوٹی چھوٹی کتابیں، درود شریف، قاعدوں، سپاروں، پنجابی شاعری، اسلامی قصے وغیرہ یہ سب ہوتا تھا۔ میری اس وقت مصروفیت یہ تھی کہ صبح کے وقت مدرسے میں دینی کتابیں پڑھنے کیلئے جایا کرتا اور شام کے وقت والد صاحب کے ساتھ دکان پر بیٹھا کرتا تھا پھر حالات کچھ ایسے بنے کہ ہمارا کام بالکل ختم ہو کر رہ گیا دکان خالی ہو گئی۔ اس جہد مسلسل کے بعد 1980ء تک ہمارے کاروباری حالات کافی بہتر ہو گئے اور ہم نے ”ملک آرٹ پبلشرز“ کے نام سے ایک ادارہ بنالیا۔

میں نے 1986ء میں ”قدرت اللہ مبینی“ کے نام سے قرآن مجید کی طاعت کا سلسلہ شروع کیا۔ 1986ء میں اردو بازار کی افضل مارکیٹ میں ایک دکان 400 روپے ماہوار کرائے پر لی اس دکان سے میں نے قدرت اللہ مبینی کی ابتدا کی۔

س: صرف قرآن مجید کی طاعت یہ آپ کی اپنی سوچ تھی یا کسی کا مشورہ تھا؟

ج: یہ میری اپنی سوچ تھی وجہ یہ تھی کہ میرے والدین کا رجحان بھی چونکہ دین کی طرف تھا۔ میں نے سکول کی دو جماعتیں پڑھیں تو والد مرحوم نے مجھے بھی دینی مدرسے میں داخل کروا دیا جس سے میرا تعلق بھی دین کے ساتھ بہت پختہ ہو گیا۔

س: قرآن مجید کی طاعت کے لئے آپ کو کتنے مراحل سے گزرنا پڑا؟

ج: جب سے میں نے قرآن مجید کی طاعت و اشاعت کا کام شروع کیا اس وقت سے میری کوشش رہی ہے کہ اس عظمت والے کام کے تمام تقاضوں کو مکمل محفوظ رکھوں۔ خطاطی کے لئے اچھے کاتب تلاش کیے۔ قرآن مجید کی کئی خطاطیاں کروائیں۔ عبدالجلیل صاحب جو بہت ہی نیک صالح اور متقی انسان تھے۔ عبدالجلیل صاحب اپنے فن کے بڑے ماہر تھے۔ میرا اور عبدالجلیل صاحب کا تعلق 20 سال تک رہا ہے۔

س: قرآن مجید کے طبعی معیار کو بہتر بنانے کے لئے آپ کی کیا کاوشیں ہیں؟

ج: پاکستان میں مجموعی طور پر یہ مسئلہ رہا ہے کہ قرآن مجید کی طاعت کے معیار کا خیال بہت کم رکھا جاتا ہے نیوز پرنٹ پر طاعت عام ہے۔ 1990ء میں تو نیوز پرنٹ سے بھی ہلکے اور غیر معیاری کاغذ پر طاعت ہوتی رہی ہے۔ میرے ذہن

جب کھانسی ہوتی ہے تو لا ارادہ چیخاں خارج ہو جاتا ہے۔

ج: آپ Causticum-30 کے پانچ قطرے دن میں چار مرتبہ دو گھنٹہ پانی میں ڈال کر استعمال کریں۔

افیون کھانے کی عادت

س: ڈاکٹر صاحب! ”نوائے وقت“ اخبار میں آپ کا پڑھ کر میں نے دوا کی۔ مجھے کافی حد تک فرق ہوا ہے۔ اعصابی کمزوری بہت زیادہ ہے۔

ج: آپ پہلی دوا جاری رکھیں۔

نظری کمزوری عینک سے نجات

س: ڈاکٹر صاحب! آپ سے لاہور ہالشانہ ملاقات کر کے نظری کمزوری کا نسخہ لیا تھا۔ اللہ کے فضل سے اب موبائل پر نمبر آسانی سے پڑھ لیتا ہوں۔ سرکار دودھی کم ہے۔ مجھے امید لگ گئی ہے کہ عینک اتر جائے گی۔

ج: آپ یہی نسخہ جاری رکھیں اور 15 دن بعد بتائیں۔

ذیابیطس / شوگر

س: ڈاکٹر صاحب! مجھے تقریباً پانچ سال سے شوگر کا عارضہ ہے جب

## ہومیو پیتھک مشورے

سینے میں جلن (عبدالرحمان لاہور)

س: ڈاکٹر صاحب میرے سینے میں جلن ہوتی ہے۔ چھاتی میں بعض اوقات معمولی درد بھی ہونے لگتا ہے۔ گیس بھی ہوتی ہے۔

ج: آپ CARBO 5/5 VEG 30 قطرے صبح دوپہر شام لے لیا کریں۔

طلق میں نزلہ گرنا ہے

س: ڈاکٹر صاحب! میرے طلق میں نزلہ گرنا رہتا ہے۔ اکثر آواز دینے جاتی ہے۔ صبح اور شام کے وقت زیادہ ہوتی، کبھی کبھی کھانسی ہوتی ہے مگر

## حکومت کو ہرسال باقاعدہ ٹیکس ادا کرتے ہیں

لاٹانی فارما کے ڈائریکٹر میاں عاطف وحید کی بات چیت



لاٹانی فارما کے ڈائریکٹر میاں عاطف وحید نے کہا ہے کہ ہر بل ادویات کا پی ریمٹ ٹریڈ مارک رجسٹرڈ ہیں۔ حکومت کو ہر سال باقاعدہ ٹیکس ادا کرتے ہیں اور اپنے محدود وسائل کو دیکھتے ہوئے انڈسٹری کی بہتری کے لیے کام کر رہے ہیں۔ حکومت انڈسٹری کو سہولیات دینے کی بجائے کاروبار میں مشکلات پیدا کر رہی ہے جو کسی صورت درست اقدام نہیں۔ ڈریپ کے ساتھ اب تک منسلک ہونے والی انڈسٹری اصل میں ٹریڈرز ہیں ان کا ہر بل انڈسٹری سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ ڈریپ کی جانب سے اب تک ملک بھر سے صرف 3 سو 87 کمپنیاں منسلک ہو چکی ہیں جن میں سے 200 صرف ایپورٹرز ہیں جبکہ 7 ہومیو پیتھک اور 1 سو 80 کمپنیاں نیوٹرا سیوٹیکلز ہیں۔ ڈریپ ان کمپنیوں کو ہی ہر بل تصور کر رہی ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہر بل انڈسٹری بہت بڑی انڈسٹری ہے جس کو تاجہ کرنے کی سازش کی جارہی ہے۔ ہر بل ادارے خالصتاً ملک میں پائی جانے والی جڑی بوٹیوں سے تیاری کی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے گھروں میں موجود کچن مطلب ہے۔ اس میں موجود ہلدی، اجوائن، سوکھا دھنیا اور دیگر تمام اشیاء سے بیماریوں کا علاج ممکن ہے۔ اس لیے ہر بل انڈسٹری کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہے کہ حکومت اس انڈسٹری کو سہارا دے تاکہ انڈسٹری ترقی کر سکے۔ حکومت کی جانب سے جاری کرپیک ڈاؤن سے نہ صرف ہر بل انڈسٹری بند ہونے کا خطرہ ہے بلکہ ہر سال کروڑوں روپے کی ہر بل ادویات بیرون ملک بھجوانی جارہیں جس سے اچھا خاصا زر مبادلہ بھی آ رہا ہے۔

نہیں جاسکتے۔

س: آپ نے پہلا قرآن مجید کب شائع کیا؟

ج: والد صاحب کی زندگی میں ہی ہم نے قرآن مجید کی طاعت شروع کر دی تھی۔ اس وقت بڑے پیمانے پر قرآن مجید لکھا جاتا تھا۔ سو ہم نے بھی کچھ خطاطیاں بڑے پیمانے پر کروائیں۔ 1980ء سے ہم نے آرٹ پیپر پر خطاطی کروانا شروع کی۔ 1992ء تک قرآن مجید کی میرے پاس 12، 14 خطاطیاں جمع ہو چکی تھیں۔ اس کے بعد ہمارا رابطہ ایک اور خطاط علی احمد صابری چشتی سے ہوا۔ یہ حافظ یوسف سیدی صاحب کے شاگرد تھے۔

س: اردو بازار میں آنے کے بعد آپ کے سفر کی کیا داستان ہے؟

ج: اردو بازار کے بعد ہم نے 2005ء میں گنج بخش روڈ (بھائی چوک) میں جگہ خریدی۔ یہاں اس وقت قدرت اللہ مبینی کے دفاتر، شوروم اور سیل پوائنٹ ہیں۔ بھائی چوک میں وقت کے ساتھ رش بڑھتا جا رہا ہے۔ جسے جلوں کی وجہ سے یہاں کام مٹا رہا ہے لہذا پیش بندی کے طور پر ہم نے شہر سے باہر نکلنے کا فیصلہ کیا اور شیخوپورہ روڈ پر وسیع قطعہ اراضی خریدا۔ 2008ء میں وہاں تعمیراتی کام شروع کیا جو ایک سال میں پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اب وہاں ہمارا بہت ہی عظیم الشان قرآن پرنٹنگ کمپلیکس ہے جس میں پرنٹنگ پریس، بانڈنگ، ڈیزائننگ، خطاطی، کمپیوٹر سیٹنگ اور اکاؤنٹنگ کے شعبے ہیں۔ الغرض خطاطی سے لیکر پروف ریڈنگ تک تمام مراحل ایک جگہ ملے سکتے جاتے ہیں۔

س: مستقبل کے لیے آپ کے کیا ارادے ہیں؟

ج: وقت کے ساتھ ساتھ اور مستقبل کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم بھی اپنے کام میں تبدیلیاں لا رہے ہیں۔ کام اتنا زیادہ ہو چکا ہے کہ ہماری موجودہ جگہ بھی کم پڑ گئی ہے اس لیے ہم قرآن پرنٹنگ کمپلیکس میں توسیع کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ س: جرنی جیسے ملک میں قرآن مجید کا شال لگانے کا آپ کو کیا فائدہ ہوتا ہے؟

ج: جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے بتایا ہے کہ فرینکفرٹ کا بک فیئر دنیا کا سب سے بڑا کتاب میلہ ہوتا ہے۔ اس بک فیئر میں دنیا کے بڑے بڑے ناشران کتب شامل ہوتے ہیں۔ کنگ فہد ہولی قرآن کمپلیکس دنیا کا سب سے بڑا پرنٹنگ کمپلیکس ہے ان کا شال بھی وہاں لگتا ہے۔ الغرض انٹرنیشنل سطح کے تمام ادارے وہاں آتے ہیں۔ پاکستان سے قدرت اللہ مبینی واحد ادارہ ہے جو وہاں اپنا انشال لگاتا ہے اور وہ بھی صرف قرآن مجید کا شال، مالی فائدہ ہو یا نہ ہو میرے لیے انتہائی کافی ہے کہ میں جرنی میں جا کر قرآن مجید کا جھنڈا لگا دوں۔ فرینکفرٹ کے علاوہ شاہجہاد اور ابوظہبی کے بک فیئر میں شال لگاتے ہیں۔ س: پنجاب قرآن بورڈ جس مقصد کی خاطر بنایا گیا تھا اس مقصد کو حاصل کرنے میں کس حد تک کامیاب ہے؟

ج: میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب قرآن بورڈ جن مقاصد کی خاطر بنایا گیا تھا ان میں سے ایک مقصد کو بھی ابھی تک حاصل نہیں کر سکا ہے۔ قرآن کمپلیکس کی بلڈنگ پر کروڑوں روپے خرچ کر دیئے گئے مگر وہ بلڈنگ ویران پڑی ہے وہاں کوئی کام نہیں ہو رہا۔

س: کوئی نہ کوئی دوا استعمال کر رہا ہوں لیکن مرض کی وجہ سے جسم دن بدن کمزور، وزن میں کمی اور خوف سامعوں ہونے لگا ہے۔ چھوٹے چھوٹے پیچے ہیں، سوچتا ہوں تو پریشان ہو جاتا ہوں۔

ج: آپ SYZYGIIUM-Q (10) قطرے صبح دوپہر شام دو گھنٹہ پانی میں ڈال کر استعمال کریں۔ ایک جوبانی خط لکھ کر شوگر کا کتا پتہ منگوائیں اور اس میں دی گئی ہدایات پر عمل کریں انشاء اللہ خوف ختم ہو جائے گا۔ شفا دینے والی اللہ کی ذات ہے۔

فون پر مشورہ کی سہولت

دور دراز اور بیرون ملک خواتین و حضرات میرے موبائل پر صبح 8 بجے تا رات 11 بجے تک مشورہ کر سکتے ہیں۔ صرف نمازوں کے اوقات میں فون بند رہتا ہے۔

اولاد سے محروم

اولاد سے محروم افراد کے خطوط ملے ہیں جن میں علاج معالجہ کے بعد مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ اب وہ ہومیو پیتھک علاج کروانا چاہتے ہیں۔ ایسے تمام خواتین و حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنی رپورٹ کے ہمراہ ہالشانہ مشورہ کر سکتے ہیں۔

چھوٹا قد

چھوٹے قد کے لڑکوں کے خطوط ملے ہیں۔ جن میں انہوں نے

مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ ایسے تمام بچے چھوٹے گزارش ہے کہ وہ ایک خط لکھ کر چھوٹے قد کا تشخیصی فارم مفت منگوائیں اور اسے پُر کر کے میرے پتہ پر روانہ کر دیں۔ میں نسخہ لکھ کر واپسی ڈاک میں روانہ کر دوں گا۔

نوجوانوں کے مسائل

س: ڈاکٹر صاحب میں نے جوانی میں بہت غلطیاں کیں۔ سنڈے میگزین نوائے وقت میں آپ کے مشورے پڑھے جس میں آپ نے ایک نوجوان کو پانچ وقت نمازی تلقین کی۔ اسی دن سے میں نے بھی نماز پڑھنا شروع کر دی بہت سکون ملا۔

ج: نوجوانوں سے گزارش ہے کہ نماز کی طرف توجہ دیں۔ برے کام خود چھوٹ جائیں گے۔ اپنے مسائل کیلئے میرے موبائل پر مشورہ کر سکتے ہیں۔

پتہ کی پتھری

س: ڈاکٹر صاحب! میرے پتہ میں پتھری ہے۔ الطرا ساؤنڈ رپورٹ کے مطابق سائز ابھی چھوٹا ہے۔

پتہ کے مقام پر پکار دو ہوتا رہتا ہے۔ پلیز کوئی رائے دیں۔

ج: آپ اپنی رپورٹ کے ہمراہ ہالشانہ فیل لیں۔

س: ڈاکٹر صاحب! مجھ میں سر کے بال کھو گئے ہیں تو سر دھڑکنا شروع ہو جاتا ہے۔ بہت پریشان ہوں۔

ج: آپ Belladonna 30 5/5 قطرے دن میں چار مرتبہ لے لیا کریں۔ 15 دن بعد بتائیں۔

لڑیچ منگوانے کا طریقہ

کافی بہن بھائیوں نے شوگر چھوٹے قدرتی شہین فارم، مونٹا پے کاغذائی چارٹ اور دیگر لڑیچ منگوانے کا طریقہ پوچھا ہے۔ جوابی الفاظ پر اپنا پتہ صاف لکھیں اور شیخوپورہ میرے پتہ پر روانہ کریں۔ مطلوبہ لڑیچ مفت بذریعہ ڈاک روانہ کر دیا جائے گا۔

ہومیو پیتھک مشورہ

س: ڈاکٹر صاحب! 8 بجے تا 12 بجے 0333-4293255, 0314-4301255

شیخوپورہ: ہر ہفتہ، اتوار، سوموار صبح 10 بجے تا 4 بجے 77-77

لاہور: منگل 10-3 بجے، جمعہ ہومیو پیتھک مشورہ گزشتہ شاہو بیلوے پلازہ فون 36317276

راولپنڈی: ہر ماہ کی آخری جمعرات 10-3 بجے، ہومیو پیتھک مشورہ برائچن راولپنڈی 4252529

مفت مشورہ

کیلئے خط لکھیں

یا ہالشانہ فیل لیں



## تبصرہ کتب

خ-ی

skyzdani1@gmail.com

### اردو کی قدیم منظوم داستانیں

زیر نظر کتاب اردو کی قدیم منظوم داستانیں (جلد اول) بارہ قصوں پر مشتمل ہے جسے خلیل الرحمن داؤدی نے مرتب کیا ہے، کتاب میں شامل داستانیں تقریباً دو سو سال قبل نظم کی گئیں جو مشہور اردو کے ارتقا کی اہم گڑیاں ہیں ان میں سے بیشتر داستانیں گوجری، اردو (گجرات کے علاقے کی اردو جس میں گجراتی زبان کے الفاظ کی آمیزش ہے) میں ہیں اردو کی دکن زبان میں جسے اردو کے قدیم کے اولین نمونوں کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ان داستانوں کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ اردو کی لسانی تاریخ کے حوالے سے اہم دستاویز کی حامل ہیں بقول



مرتب ان میں سے کچھ داستانیں طبع زاد ہیں اور کچھ کی اصل فارسی و ناگری قصے ہیں جو دو سو سال قبل اس زبان میں نظم کی گئیں ہیں جو اس عہد میں مروج تھا۔ زیر نظر کتاب میں بارہ منظوم قصے، قصہ لال و گوہر، قصہ لیلی مجنوں، قصہ نازنین و خان والا شان جند خاں، قصہ قاضی اور چور کا، قصہ چوہے اور بلی کا، قصہ ہیرا لال کا، قصہ تجہ بادشاہ، وفات نامہ حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہراء، قصہ زینون و حنیف، قصہ زن تنبولی، قصہ حیم انصاری اور واقعہ

کالی اور گوری کا ہیں اردو کا اس کا نایاب کتاب کو مجلس ترقی ادب 2 کلب روڈ لاہور نے شائع کیا۔ صفحات 648 قیمت 700 روپے۔

### حضرت موسیٰ

حضرت موسیٰ نے ارشاد باری کی تعمیل میں تیس دن کے لئے کوہ سینا کو چاہتے ہوئے بنی اسرائیل کو اس مقام پر چھوڑا جو آج کل بنی صاخر اور کوہ سینا کے درمیان وادی شیخ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ سطور زیر نظر کتاب حضرت موسیٰ (قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت موسیٰ کے حالات و واقعات معجزات عبادات) کی ہیں جو حکمران اعظم سوہدروی کی تصنیف ہے جن کے بارے میں وہ



لکھتے ہیں کتاب کا اولین ماخذ البیاض والنبیاء ہے روایات اس کثیرہ کے تحت کتاب مرتب کی گئی جس میں قرآن اور بائبل کے نظریات کو تفصیلاً الگ الگ لکھا گیا ہے۔ مصنف نے کتاب میں وادی سنیا، کوہ طور، بحیرات مرہ، بنی اسرائیل صحرائے سنیا میں، عبرت نامہ فرعون، جنس فرعون، آپ کا نام و نسب، حضرت موسیٰ کا تذکرہ قرآن میں، ولادت، مدین آمد، جادو گروں کو شکست، فرعون کا قتل، عذاب کا نزول، بیت المقدس کو فتح، قارون کے ساتھ، موسیٰ کا قصہ، حضرت موسیٰ کے فضائل جیسے ابواب میں بڑی تفصیل سے مختصر مگر جامع انداز میں حالات و واقعات کو تحریر کر دیا، کتاب دینی طالب علموں کے لئے بھی اہم ہے تاکہ ان کو حضرت موسیٰ کے حالات بارے مکمل اور مستند معلومات مل سکیں، اس کے لئے ایسی اسلامی کتابوں کی اشاعت بڑی اہم ہے 207 صفحات اور قیمت 250 روپے ہے، ناشر عمر سنز پبلشرز قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور (فون: 03004237411)

### غیر اسلامی تہوار

”گزشتہ چند برسوں کے دوران ہمارے ہاں جس انداز میں مغربی تہواروں کو متعارف کرانے کی کوششیں ہو رہی ہیں وہ جہاں ہر محبت وطن کے لئے کرب کا باعث ہیں تو وہاں اسلامی

معاشرتی اقدار کے لئے بھی خطرناک ہیں کیونکہ ایسے تہواروں کی اسلامی ممالک کی تہذیب و تمدن میں کوئی گنجائش نہیں۔ زیر نظر کتاب غیر اسلامی تہوار، انہی تہواروں کے مفصل تذکرے پر مبنی ہے جو ہر سال کے کسی نہ کسی ماہ کی تاریخ کو منائے جاتے ہیں۔ اگر مغربی تہواروں پر نظر ڈالیں تو عورتوں کا عالمی دن، پٹی نیو ایئر، اپریل فول، اور ویلنٹائن ڈے جیسے ناموں کی ایک طویل فہرست ہے، مغربی معاشرے کے ان تہواروں کو آج مشرق میں بھی اپنانے کا سلسلہ جاری ہے اس حوالے



سے کتاب کے مصنف محمد اختر صدیق لکھتے ہیں ”ہم یہ نہیں سوچتے کہ اسلام اور دیگر مذاہب کے ہاں مذہبی اور ثقافتی تہوار منانے کے اصول و ضوابط اور طریق کار یکسر مختلف ہے اسلام ہمیں حدود و قیود کا پابند بناتا ہے جن کو توڑنا مسلمان کو کسی طور زیب نہیں دیتا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہمارا اپنا کوئی ثقافتی ورثہ نہیں کہ ہم دوسرے معاشروں کی ثقافت کے محتاج ہیں کیا ہمارے تہواروں میں ثقافت تہذیب اور تفریح کا عنصر مفقود ہے۔ یا ہم مغرب تقلید آگئیں بند کر کے کر رہے ہیں۔ کتاب میں بہشت، ویلنٹائن ڈے، اپریل فول، اور دیگر مغربی تہواروں پر مفصل لکھا گیا ہے اور مصنف نے تاریخی حوالہ جات بھی دیے ہیں، کتاب مولانا سرور عاصم نے دیدہ زیب سرورق اور معیاری طباعت سے آراستہ کی۔ صفحات 192 قیمت 280 روپے، ناشر: مکتبہ اسلامیہ، ہادیہ علیہ سفر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور (فون: 0321-8661763)

### پاکستان کے حکمران

”حفیظ گوہر صاحب ان نوجوان لکھنے والوں میں شامل ہیں جنہوں نے کم عمری میں ہی تقریباً ساٹھ انتہائی اہم تصانیف گونا گوں موضوعات پر لکھ کر تجزیہ اور باذوق قارئین کے سامنے پیش کر دی ہیں۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ حفیظ گوہر میرے شاگردوں کے حلقے میں رہے ان کا شمار ان ہونہار شاگردوں میں ہوتا ہے جو اساتذہ کے لئے سرمایہ شمار ہوتے ہیں حفیظ گوہر کا مطالعہ بہت وسیع ہے اور ان کی تصنیف کا میدان بھی متنوع موضوعات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ سابق ڈائریکٹر پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور و سابق پرنسپل گورنمنٹ ایف سی کالج ڈاکٹر مظفر عباس کے حسینی کلمات زیر نظر کتاب اور پاکستان کے حکمران (ایک بچی اور کڑوی کتاب) میں حفیظ گوہر کے بارے

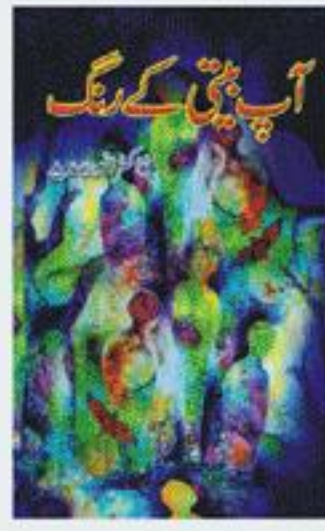
لکھتے جنہوں نے کتاب تصنیف کی۔ کتاب بارے ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ڈاکٹر آغا سہیل کی قیمتی آرا شامل ہیں جبکہ پاکستان کے حکمران کے عنوان

سے ابتدا میں زاہدہ جبین کا مضمون بھی شامل ہے، کتاب میں مصنف نے پاکستان کے گورنر جنرل، صدور، نائب صدور، وزرائے اعظم حکمران وزرائے اعظم اور نائب وزرائے اعظم کے بارے مختصر مگر پر مغز تعارف میں ان شخصیات بارے تمام تر معلومات رقم کر دیں، حفیظ گوہر کی اس تاریخ ساز کتاب ان کے وسیع مطالعہ اور معلومات کے ساتھ تحقیق کی بھی عکاس ہے کہ انہوں نے ایسی ضخیم کتاب میں تمام چھوٹی سے چھوٹی جزئیات کو بھی نظر انداز نہیں کیا، تا کہ تاریخ، سیاسیات سے دلچسپی رکھنے والے طالب علموں کو اس سے رہنمائی مل سکے ایسی ریلیز کتاب کا ہر لائبریری میں ہونا ضروری ہے۔

616 بڑے سائز کے صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت 800 روپے، ہلکی سربراہان کی رنگین تصاویر آرٹ پیپر پر اس کتاب کی اضافی خوبی ہے ناشر کوہر پبلی کیشنز سید پلازہ 31 چتر جی روڈ، اردو بازار لاہور (فون: 0345-4327063)

### آپ بیتی کے رنگ

”یادش بخیر طاقت سلیمانی اور رسالہ نیرنگ خیال کی جوانی ایک ساتھ پروان چڑھی تھی میں نے ان دونوں کی جوانی کی ترنگ اپنے بچپن میں دیکھی تھی۔ نیرنگ خیال کے مدیر حکیم یوسف حسن سے پہلی ملاقات ہوئی۔ آئینہ ایام کا قہر سلیمانی کے یادوں کی ترجمانی کرتی ہے اور زیر نظر کتاب آپ بیتی کے رنگ پر مشتمل ہے جو ان کی زندگی ہی میں شائع بھی ہو گئے تھے، وہ خود ابتدا میں لکھتے ہیں، میری یہ کتاب آپ بیتی کے موضوع پر باقاعدہ منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں نوائے وقت میں تجرہ نگاری کے دوران مختلف لوگوں کی



آپ بیتیاں بھی ملتی رہیں ان میں سے جو آپ بیتی مجھے زیادہ متاثر کرتی ہیں اس پر مضمون کی صورت تبصرہ لکھنے کی کوشش کرتا اس طرح گزشتہ نصف صدی کے دوران بہت سے مضامین ضابطہ تحریر میں آ گئے۔ انور سدید کی کتاب آپ بیتی کے رنگ میں آخر قارئین کی کتاب ہم بھی وہیں موجود تھے۔ حسن عسکری کا کلمی کی کتاب حاصل عمر گریز اس، اشفاق نقوی کی کتاب پاپ بیتی سجاد نقوی کی کتاب کچھ دیر پہلے نیند سے، عبدالکریم عابدی کی کتاب، آدمی صدی کے بعد، قتیل شغائی کی کتاب گھنگھرو ٹوٹ گئے۔ کشور ناہید کی کتاب نوٹ بک، وزیر آغا کی کتاب شام کی منڈیر اور ملک مقبول احمد کی کتاب سفر جاری ہے، بارے جو لکھا اس کا انداز انور سدید کا اپنا ہے کہ انہوں نے ایک کتاب میں چند نایاب کتب پر اپنی رائے دی کتاب کو مقبول ایڈیٹر سرکر روڈ چوک اردو بازار لاہور (فون: 3735705) نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے قیمت 1250 روپے ہے۔

### گونگے کا خواب

زیر نظر کتاب گونگے کا خواب میں ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں معاصر فکرشن کے مطالعے کے بعد جب طارق بلوچ صحرائی کے افسانوں کا مطالعہ کریں تو یوں محسوس ہوتا ہے گویا ایک دبستان کھل گیا۔ گونگے کا خواب طارق بلوچ صحرائی کے تینس افسانوں کا مجموعہ ہے جس میں افسانہ، ساحل، تاوان قافلہ سالار، پیسہ اخبار، آئینہ، ایک دن کا بادشاہ، حرف کن اور خوبصورت فاتح سمیت دیگر افسانوں میں مماثلت کہیں دکھائی نہیں دیتی اور ان کی تحریریں ادب برائے ادب نہیں بلکہ ادب برائے زندگی کی عکاسی کرتی ہیں، ان کی تحریروں بارے باتو قدسیہ لکھتی ہیں، گونگے کا خواب جو اسکی دوسری کتاب کا نام بھی ہے اس افسانے میں جس مقدار میں شاہکار



جملے موجود ہیں اس سے ہم طارق کی ادبی بلند قاسم کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں، اسکی تحریر پیر میں یوں معاشرے میں اجتماعی طور پر پائی جانے والی روحانی پیاریوں کی نشاندہی بھی موجود ہے اور ان کا حل بھی پیش کیا گیا ہے۔ باتو آج کے حسینی کلمات کے علاوہ کتاب میں ڈاکٹر محمد کمران، ڈاکٹر طارق عزیز اور اوریا مقبول جان کی آرا بھی شامل ہیں 188 صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت پانچ سو روپے البتہ زیادہ ہے۔ کتاب کو سنگ میل پبلی کیشنز 25 شاہراہ پاکستان لاہور نے شائع کیا ہے۔

تبصرے کے لئے دو کتاہیں، خالد یزدانی، انچارج تبصرہ کتب سنڈے میگزین، روزنامہ نوائے وقت 23 کوئٹہ روڈ، لاہور کے پتہ پر ارسال کریں۔

## قرآن و سنت کی روشنی میں تمام مسائل کا حل معلوم کریں



مسئلہ کیسا ہی کیوں نہ ہو پریشانی کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو رہنمائی کیلئے شاہ صاحب سے مشورہ کریں میرے کئے ہوئے پاک کلام کے عمل سے دکھ کے ستاروں کی گردش تبدیل کروائیں کسی ولی کامل اور مرشد کی نگاہ رکھنے والے عامل سے واسطہ پر جائے تو پھر کوئی پریشانی نہیں رہتی قرآن و حدیث اور شریعت مطہرہ کی روشنی میں اپنے مسائل حل کروائیں باحکم اللہ صدقہ چچنچن پاک سے حل ہوگا۔ انشاء اللہ

نوری علم کے کمالات: حقیقی عامل ہی نوری علم کا حافظ ہوتا ہے جو اپنے نوری علم سے تمام غیر حقیقی اور سلفی علوم پر حاوی ہوتا ہے جس کی نظر سے تقدیر بدل جاتی ہے۔ علم ایک ایسی انہونی ہے جو چلتے پھرتے انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ وہ خواتین و حضرات جو جعلی عاملوں سے خوف زدہ ہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں تمام مسائل کا حل معلوم کریں یہ دعویٰ ہمیں گارنٹی ہے

رحمتوں سے دروازے کھول دیتی ہے! شادی گھریلو لڑائی جھگڑے بیٹی، بیٹے یا بہن بھائی کا رشتہ شوہر کو راہ راست پر لانا بہو بیٹی کی سسرال میں عزت

قرآنی آیات اور اسم اعظم سے اپنی تمام الجھنوں کا حل مکمل رازداری کے ساتھ معلوم کریں

روحانی مسائل 0305-4420972 کے حل کیلئے رابطہ کریں 0306-4725408

نوٹ: کچھ نامہاں عامل میرے نام اور میری بچان کو اپنے نام کیساتھ منسوب کر کے عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ خدا را ایسے جھوٹے اور مکار لوگوں سے بچیں۔ ہماری پورے پاکستان میں کوئی برا بھلا نہیں، نام اور فون نمبر یاد رکھیں!

مین مارکیٹ گلبرگ لاہور

پیر زادہ لال شاہ بخاری



لہاؤر کے نام سے موسوم کیا ہے۔ تاریخ فتح الہادون میں درج سنہ 664 عیسوی کے واقعات میں لاہور کا ذکر ملتا ہے جس سے اس کا اہم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ساتویں صدی عیسوی کے اواخر میں لاہور ایک راجپوت چوہان بادشاہ کا پایہ تخت تھا۔ تاریخ فرشتہ کے مطابق سنہ 682 عیسوی میں کرمان اور پشاور کے مسلم پٹھان قبائل راجہ پر حملہ آور ہوئے۔ پانچ ماہ تک لڑائی جاری رہی اور بالآخر سات رنج کے گکھڑا راجپوتوں کے تعاون سے وہ راجہ سے اس کے کچھ علاقے چھیننے میں کامیاب ہو گئے۔ نویں صدی عیسوی میں لاہور کے ہندو راجپوت چتوڑ کے دفاع کے لئے مقامی فوجوں کی مدد کو پہنچے، دسویں صدی عیسوی میں خراسان کا صوبہ دار سبکتگین اس پر حملہ آور ہوا۔ لاہور کا راجہ بے پال جس کی سلطنت سر ہند سے ٹکھان تک اور کشمیر سے ملتان تک وسیع تھی مقابلہ کے لئے آیا۔ ایک بھٹی راجہ کے مشورے پر راجہ بے پال نے پٹھانوں کے ساتھ اتحاد کر لیا اور اس طرح وہ حملہ آور فوج کو شکست دینے میں کامیاب رہا۔ غزنی کے تخت پر قابض ہونے کے بعد سبکتگین ایک دفعہ پھر حملہ آور ہوا۔ ٹکھان کے قریب گھمسان کارن پڑا اور راجہ بے پال مغلوب ہو کر امن کا طالب ہوا طے یہ پایا کہ راجہ بے پال تاوان جنگ کی ادائیگی کرے گا اور سلطان نے اس مقصد کے لئے ہر کارے راجہ کے ہر کا پ کئے۔ لاہور پہنچ کر راجہ نے معاہدے سے انحراف کیا اور سبکتگین کے ہر کاروں کو مقتدر کر دیا، اس اطلاع پر سلطان غریب و غصب میں دوبارہ لاہور پر حملہ آور ہوا۔ بے پال کو شکست ہوئی اور دریائے سندھ سے پرے کا علاقہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ دوسری دفعہ مسلسل شکست پر دلبرداشتہ ہوا اس کی یہ حیثیت 1186 میں غزنوی خاندان کے زوال تک برقرار رہی۔ غزنوی خاندان کے زوال کے بعد غوری خاندان اور خاندان غلاماں کے دور میں لاہور سلطنت کے خلاف سازشوں کا مرکز رہا۔ درحقیقت لاہور ہمیشہ پٹھانوں کے مقابلہ میں مغل حکمرانوں کی حمایت کرتا رہا۔ 1241 عیسوی میں چنگیز خان

## عارف محمود اہل

لاہور صوبہ پنجاب پاکستان کا دارالحکومت اور پاکستان کا دوسرا بڑا شہر ہے یہ پاکستان کا ثقافتی، تعلیمی اور تاریخی مرکز ہے اسے پاکستان کا دل بھی کہتے ہیں یہ شہر دریائے راوی کے کنارے واقع ہے اس شہر کی آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے۔ شاہی قلعہ، شالامار باغ، بادشاہی مسجد، مقبرہ جہانگیر اور مقبرہ نور جہاں مغل دور کی یادگار ہیں۔ سکھ اور برطانوی دور کی بھی تاریخی عمارتیں موجود ہیں۔ چین کے باشندے سوزو بیگ نے ہندوستان جاتے ہوئے لاہور سے 630 عیسوی لاہور کی ابتدائی تاریخ مرتب کی لیکن اس کا مستند نسخہ بہت کم دستیاب ہے تاہم کہا جاتا ہے رام چندر جی کے بیٹے لوہو نے یہ بستی آباد کی تھی۔ قدیم ہندو پرانوں میں لاہور کا نام لوہ پور یعنی لوہ کا شہر ملتا ہے۔ راجپوت دستاویزات میں اسے لوہ کوٹ یعنی لوہ کا قلعہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ نویں صدی عیسوی کے مشہور سیاح الادریسی نے اسے



# لاہور

## برصغیر کا وہ قدیم شہر جس کی آنکھیں کئی تاریخی واقعات کی چشم دید گواہ ہیں

نمایاں ہونے لگے تھے کہ اب سکھ مغلیہ سلطنت کے مرکز برائے پنجاب یعنی لاہور کے بجائے امرتسر کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

لاہور کے مشہور دروازے

دہلی دروازہ، اکبری دروازہ، شاہ عالمی دروازہ، لوباری دروازہ، موری دروازہ، بھائی دروازہ، نکالی دروازہ، روشنائی دروازہ، مسقی دروازہ، کشمیری دروازہ، خضری دروازہ، ذکی دروازہ المعروف، یکی دروازہ، شیراں والا دروازہ۔ جبکہ اسلامی مراکز لاہور کی مسجدیں، مزارات، مدرسہ و اسلامی علوم

کی فوجوں نے سلطان غیاث الدین بلبن کے بیٹے شہزادہ محمد کی فوج کو راوی کے کنارے شکست دی اور حضرت امیر خسرو کو گرفتار کیا۔ اس فتح کے بعد چنگیز خان کی فوج نے لاہور کو تاراج کر دیا۔ خلیفی اور تغلق شاہوں کے ادوار میں لاہور کو کوئی قابل ذکر اہمیت حاصل نہ تھی اور ایک دفعہ گکھڑا راجپوتوں نے اسے لوٹا۔ 1397 میں امیر تیمور برصغیر پر حملہ آور ہوا اور اس کے لشکر کی ایک کھڑی نے لاہور فتح کیا۔ تاہم اپنے پیروں کے برعکس امیر تیمور نے لاہور کو تاراج کرنے سے اجتناب کیا میں بھی سکھ مت اتنا واضح اور الگ مذہب نہیں بناتا لیکن آثار



## حکیم قاضی ایم اے خالد

گفتہ سرخ رنگت اور سر پر سبز پتوں کا تاج لئے دل کی شکل سے مشابہ اسرائیری گلاب کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے اسے محبت کی علامت اور صحت کی ضمانت بھی کہا جاتا ہے چھ سو سے زائد اقسام کی اسرائیری پاکستان سمیت دنیا بھر میں آنسکریم، ملک شیک و دیگر مشروبات، میٹھے پکوان اور سلا کی جان ہے۔ فردری سے جولائی کے دوران تازہ اسرائیری کا بھر پور مزہ لیا جاسکتا ہے۔ 94 فیصد امریکیوں کے ساتھ ساتھ اب (پاکستان میں اس کی وافر کاشت کی وجہ سے) پاکستان کی بھی کثیر تعداد اسرائیری استعمال کر رہی ہے۔

جدید طبی تحقیقات کے مطابق اسرائیری کا روزانہ استعمال انسانی جسم کی قوت مدافعت بڑھانے اور صحت مند رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس میں وٹامن کی وافر مقدار پائی جاتی ہے جس سے قوت مدافعت مضبوط ہوتی ہے۔ اسرائیری میں موجود مختلف وٹامنز، معدنیات اور زود ہضم ریشے جلد کی شادابی، غلیوں اور مدافعتی نظام کی بہتری کے ساتھ ساتھ دل اور کینسر کی صورت میں مرض کی شدت کم کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ اسرائیری میں موجود اینٹی آکسیدینٹس (مائع نکھید اجزا) انسانی جسم میں پائے جانے والے فری ریڈیکلو (مجموعہ ایٹم) کو ختم کرتے ہیں نیز وٹامن سی فوٹ

اور مائع نکھید اجزا سلطان اور رسولی کے خلیات سے لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اسی وجہ سے اسرائیری کھانے والا کینسر جیسے مہلک مرض کا شکار نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ فری ریڈیکلو جسم میں موجود کارآمد سیلز کو ختم کرتے ہیں اور کینسر کا سبب بنتے ہیں۔

اسرائیری میں فائبر (غذائی ریشہ) سیلی کون، پونا شیم، میکینٹشیم، جسن، آئیوڈین، فولک ایسڈ، فلیوونائڈز، فائیبو نیکیکڑ وٹامن بی 2، بی 5، بی 6 اور میکینز کی کافی مقدار پائی جاتی ہے۔ اسرائیری جوڑوں کے درد اور گٹھیا کے مرض میں فائدہ مند ہے۔ امراض چشم میں انتہائی مفید ہے بینائی کے نقصان بصری اعصاب کی تقویت آنکھوں کی انفیکشن میں کارآمد ہے۔ اس میں تین مختلف اجزا اینٹی اینجنگ صلاحیت رکھتے ہیں جس کے باعث یہ جھریوں اور بڑھاپے سے بچا کر انسانی جسم کو جوان رکھتی ہے۔ اسرائیری میں موجود فائو نیکیکڑ کو لیٹرول لیول کو نارمل رکھتے ہیں جبکہ پونا شیم اور میکینٹشیم کی بدولت ہائی بلڈ پریشر میں فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ اسرائیری کھانے سے قوت مدافعت بحال رہتی ہے جس کی وجہ سے زلزلہ زام سمیت بیشتر اقسام کی انفیکشن سے بدن انسانی محفوظ رہتا ہے۔ اسرائیری میں موجود فائو نیوٹریٹس ’سوجن یعنی ورم کو روکنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اسرائیری میں ایک معدنی جز بورون پایا جاتا ہے جو خواتین کے جسم میں زنانہ ہارمونز کی سطح بڑھا دیتا ہے جس سے یہ بیشتر نسوانی امراض میں بھی فائدہ مند ہے اس میں موجود فلیوونائڈز مزمن امراض سرطان، امراض قلب، بلند فشارخون، دانتوں کے امراض اور ہڈیوں کی کمزوری میں فائدہ مند ہیں۔ اسرائیری کھانے سے پیاس کم لگتی ہے اسرائیری کا بیرونی استعمال رنگت میں نکھار کے علاوہ اینٹی وچھائیوں کو دور کر کے چہرہ خوبصورت بناتا ہے۔

سخت، چمکدار، گہری سرخ رنگت، درمیانہ سائز اور سر پر پتوں کا تاج تازہ اسرائیری کی نشانیوں ہیں پیلے جھپوں، ہلکی سرخ یا سبزی مائل رنگت کی اسرائیری خریدنا بہتر فیصلہ نہیں۔ ماہرین کے مطابق استعمال کے وقت ہی اسرائیری کو دھونا چاہیے اسرائیری زکوریٹریجیٹر میں احتیاط سے رکھنا ضروری ہے اور رو



# صحت کی ضامن محبت کی علامت

# اسرائیری

ترکیب:

اسرائیری زکوریٹریجیٹر سے تھوڑا کھرج لیں۔ پھر اسے چینی کے ساتھ رات بھر کے لیے فریج میں رکھ دیں۔ اگلے روز اسرائیری زکوریٹریجیٹر پر اتنا پکائیں کہ چینی گھل جائے اور گاڑھا شیرہ بن جائے۔ اسرائیری زکوریٹریجیٹر سے دیں اور ٹھنڈا کر فریج کر لیں۔ اسرائیری کو محفوظ کرنے کا یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔

اسرائیری یوگرت شیک

اجزا: دہی ایک کپ، دودھ ایک کپ، اسرائیری 8 عدد، چینی 3/4 کھانے کے چمچے

دن سے زیادہ اسرائیری زکوریٹریجیٹر نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ احتیاط: گروے، پتے اور دیگر کے پیچیدہ امراض کی صورت میں اسرائیری زکوریٹریجیٹر سے پرہیز کیا جائے۔ ناشتے میں دودھ اور شہد کے ساتھ بنایا گیا اسرائیری زکوریٹریجیٹر صحت کیلئے بہت زیادہ مفید ہوتا ہے سلا اور دہی کے ساتھ بھی اسرائیری زکوریٹریجیٹر جاسکتی ہیں جبکہ اس کے دیگر چند استعمالات نذر قارئین ہیں۔

مرہب اسرائیری

اجزا:

اسرائیری زکوریٹریجیٹر آدھا کلو چینی آدھا کلو

کی درس گاہیں مشہور ہیں۔ ابتدا سے ہی لاہور علم اور عمل کا مرکز رہا ہے۔ مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے لاہور میں تبلیغ دین کے لئے سفر کئے۔ سید اسماعیل بخاری، سید علی جوہری المعروف داتا گنج بخش کا حزار داتا دربار بہت مشہور ہے۔ اسلامی علوم کی درس گاہیں و جامعات بھی موجود ہیں مثلاً بادشاہی مسجد لاہور، مرکز سراجیہ، جامعہ اشرفیہ، جامعہ مدینہ (کریم پارک)، جامعہ جوہریہ داتا دربار کے ساتھ منسلک ایک مسجد و جامعہ، جامعہ المنظر اہل تشیع کی مرکزی مسجد و جامعہ، جامعہ اسلامیہ رضویہ۔ غیر مسلموں کے مقدس مقامات۔ آج بہت سے مقامات ختم ہو چکے ہیں وہ مندر جس میں اب بھی عبادت ہوتی ہے کرشنا مندر، واسکی کا مندر، سکھوں کے مقدس مقامات، مڑی رنجیت سنگھ، سادھی مہاراجہ رنجیت سنگھ، گردوارہ ڈیرہ صاحب گردوارہ کانا کا چھا، گردوارہ شہید گنج جنم انسان گرو رام داس۔

لاہور کے مشہور علاقے درج ذیل ہیں، باناپور، اچھرہ، بھمن آباد فیصل ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن، مسلم ٹاؤن، ٹاؤن شپ، حسن ٹاؤن، گوالمندی، اعوان ٹاؤن، منصور روڈ خیابان امن، کھانڈک نالہ، اقبال ٹاؤن، سبزہ زار سکیم، مصطفیٰ ٹاؤن، گلشن راوی، گرین ٹاؤن، شاد باغ، چاہ میراں، قلعہ گوجر سنگھ، رائل پارک، اسلام پور، باغبانپورہ، جوہر ٹاؤن، نیاز بیگ، ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی، کینال ویو ہاؤسنگ سوسائٹی، نشاط کالونی، شادمان، یوہنا آباد، گلبرگ، ساندہ، انارکلی، شاہدرہ، مغلیہ پورہ، اندرون شہر، (پرانا لاہور) مشہور تعلیمی ادارے۔ گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور، گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور، پنجاب یونیورسٹی، گورنمنٹ کالج لاہور، علامہ اقبال میڈیکل کالج، سنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور، پنجاب کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی، دیال سنگھ کالج، لاہور۔

برف کٹی ہوئی 1/4 کپ

ترکیب:

بینڈر میں دہی اسرائیری دودھ چینی برف ڈال کر بلیئنڈ کر لیں۔ فریش اسرائیری سے گارنشنگ کر کے سرو کریں۔ اسرائیری فرنی

اجزا:

پیسے ہوئے چاول چار کھانے کے چمچ، دودھ چار کپ، چینی چار کھانے کے چمچ، اسرائیری آدھا کپ، پھی ہری الا چینی آدھا چائے کا چمچ، بادام اور پستے دو کھانے کے چمچ

ترکیب

پیسے ہوئے چاولوں کو آدھے گھنٹے کے لیے بھگونیں اور پھر انھیں تھوڑے پانی کے ساتھ گرائنڈ کر کے پیسٹ بنالیں۔ اب چار کپ دودھ کو بال کو اس میں چاولوں کا پیسٹ شامل کر کے پکائیں اور اس دوران چھچھ چلاتے رہیں۔ آئیزہ گاڑھا ہو جائے تو اس میں چار کھانے کے چمچ چینی ڈال کر پانچ منٹ مزید پکائیں اور چوبیسے سے اتار کر ٹھنڈا کر لیں۔

اسرائیری کا ماسک

اسرائیری نوش فرمانے کے استعمالات کے ساتھ ساتھ لگانے کا بھی ایک نسخہ چلتے چلتے بتاتا چلوں۔ وہ خواتین جن کی رنگت ساولی ہوگئی ہو یا چہرے پر چھائیاں موجود ہوں وہ اپنے چہرے پر اسرائیری کا ماسک لگائیں تو ان کی رنگت نکھر جائے گی۔ اینٹی میں بھی فائدہ مند ہے۔

اجزا:

اسرائیری تین عدد، جو کا آنا ایک چھوٹا چمچ، شہد ایک چھوٹا چمچ، عرق گلاب دو بڑے چمچ

ترکیب:

پیلے اسرائیری کو کچل لیں پھر اس میں جو کا آنا، شہد اور عرق گلاب ملا کر آمیزہ بنائیں۔ یہ آمیزہ پندرہ منٹ تک چہرے پر لگا رہنے دیں بعد ازاں نیم گرم پانی سے چہرہ دھو لیں یہ ماسک ہر تین دن بعد استعمال کیا جاسکتا ہے۔





محمد ریاض اختر

ایڈمیٹریز، (11) شایہ مار ریکارڈنگ کمپنی اسلام آباد، (12) نیشنل لائبریری آف پاکستان کی سرپرستی کا ناسک دیا گیا۔ قومی تاریخ وادبی ورثہ ڈویژن کے قیام کا مقصد اس کی زیر نگرانی اداروں کی کارکردگی کو مزید فعال بنانا، ان میں باہمی ہم آہنگی اور اشتراک عمل کو فروغ دینا، کثیر الشافی مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانا، قومی یادگاروں کی حفاظت اور ادبی ورثہ قومی تاریخ کی ترویج کے سلسلے میں ادیبوں، شاعروں، فنکاروں، اہل قلم اور محققین کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ قومی تاریخ وادبی ورثہ ڈویژن کے زیر اہتمام صرف ایک سال کے قلیل عرصے میں ماتحت اداروں کی کارکردگی کو نئی جہتیں ملی اور قومی سطح کے بڑے بڑے پروگرام ترتیب دیئے گئے۔ قائد اعظم کے مزار پر نصب چالیس سال پرانا فانوس تبدیل کیا گیا اور چین کے تعاون سے تیار ہونے والا نیا قیمتی اور دیدہ زیب فانوس نصب کیا گیا۔ کتاب کی عادت کے فروغ کے لئے کتب میلے منعقد کئے گئے اور اسلام آباد میں ایک بڑا کتاب میلہ وفاقی دارالحکومت کے شہریوں کے ذوق کی تسکین کی روز تک کرتا رہا۔ ایک بڑی کاوش اہل قلم کی چوتھی بین الاقوامی کانفرنس کا اہتمام بھی تھا جس میں دنیا بھر سے اہل قلم شریک ہوئے۔ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے علم وادب کے فروغ اور اہل قلم کی فلاح و بہبود کے لئے پچاس کروڑ روپے کے انڈومنٹ کے قیام کا اعلان کیا جو اس شعبے کے حوالے سے ایک نہایت اہم قدم ہے صدر مملکت ممنون حسین افتتاحی مہمان خصوصی تھے۔ اس ڈویژن کے زیر اہتمام تازہ ترین کاوش تین روزہ ”ن والقلم قومی خطاطی نمائش“ کا انعقاد تھا جو 24 سے 26 جنوری تک نیشنل کونسل آف آرٹس (پی این سی اے) میں واقع نیشنل آرٹ گیلری اسلام آباد میں جاری رہی جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے

جنوری کے آخری ہفتے میں اسلام آباد میں علم وادب کا سب سے بڑا اجتماع قومی تاریخ وادبی ورثہ ڈویژن کے زیر اہتمام سجایا گیا۔ خطاطی کے عظیم المثل نمونے اور نامور خوش نویسوں کو اپنے درمیان دیکھ کر شائقین خوشی سے نہال ہو گئے۔ بلاشبہ اس اہم اور بڑی قابل ذکر تقریر سرگرمی پر وزیر اعظم کے مشیر عرفان صدیقی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ یہاں ہم وہ جتنے ضرور رقم کریں گے جو صدارتی ایوارڈ یافتہ ڈاکٹر جمال ناصر نے ادا کئے ان کا کہنا تھا کہ طالب علمی سے

گیلری کا دورہ کیا اور قرآنی آیات سے مزین خطاطی کے شاہکار فن پاروں میں گہری دلچسپی لی۔ وزیر اعظم کے مشیر قومی سلامتی لیفٹیننٹ جنرل (ر) ناصر خان جنجوعہ نے دوسرے روز نیشنل گیلری کا دورہ کیا اس موقع پر عرفان صدیقی اور ناصر خان جنجوعہ نے خود بھی خطاطی کر کے خطاطوں اور شائقین کو حیران کر دیا، مشیر وزیر اعظم عرفان صدیقی نے انکشاف کیا کہ جنرل ناصر خان جنجوعہ کے تخلیق کردہ فن پارے بھی اس نمائش میں رکھے گئے۔ ناصر خان جنجوعہ نے کہا کہ عرفان صدیقی کے ساتھ محبت اور احترام کا رشتہ ہے۔ نمائش میں خطاطی کے شاہکار دیکھنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ میں خطاط نہیں میں نے کتابوں سے خطاطی سیکھی

نفس، عمدہ اور قابل رشک نمائش

## خطاطی انسانی جذبات کی آئینہ دار

صدر مملکت ممنون حسین نے افتتاح کیا، آخری روز صدر آزاد کشمیر مہمان خصوصی تھے

ہے۔ میں نے اپنے اس شوق کو چھپا رکھا تھا لیکن عرفان صدیقی نے اس کا مجرم سب کے سامنے کھول دیا ہے۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن کے ایم ڈی اور ممتاز شاعر ڈاکٹر انعام الحق جاوید نے اس موقع پر نظامت کے فرائض انجام دیئے کانفرنس کا افتتاح صدر مملکت ممنون حسین نے کیا۔ نمائش میں ملک بھر سے پچاس خطاطوں کے ڈیڑھ سو سے زائد فن

روشناس کرانا ہے افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے عرفان صدیقی کا کہنا تھا کہ وزیر اعظم کی جانب سے قائم کردہ پچاس کروڑ روپے کے انڈومنٹ فنڈ کو اہل قلم اور فنکاروں کے علاوہ خطاطوں کی فلاح و بہبود اور اس عظیم اسلامی فن کے فروغ کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ خطاطی کے فن کی ترویج کے لئے باضابطہ ادارے کی تشکیل اور جامع



اب تک انہوں نے اس قدر نفس، عمدہ اور قابل رشک نمائش نہیں دیکھی۔ ان کا خیال بلکہ مطالبہ تھا کہ اس طرح کے علمی وادبی میلے گلٹ جلتان اور آزاد کشمیر سمیت چاروں صوبوں میں منعقد ہونے چاہئیں حکومت پاکستان کی طرف سے وزارت اطلاعات و نشریات اور قومی تاریخ وادبی ورثہ ڈویژنوں میں تقسیم کرنے کے نتیجے میں معروف علمی وادبی شخصیت اور مشیر وزیر اعظم عرفان صدیقی کی سربراہی میں قومی تاریخ وادبی ورثہ کی الگ وزارت معرض وجود میں آئی اور اسے علمی وادبی ورثے کی حفاظت اور اس کی ترویج کا کام سونپا گیا ڈویژن کو درج ذیل اداروں (1) نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، (2) اکادمی ادبیات پاکستان، (3) ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، (4) اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، (5) اردو ڈسٹری بورڈ، لاہور، (6) اردو سائنس بورڈ، لاہور، (7) نظریہ پاکستان ٹرسٹ (ایوان قائد)، اسلام آباد، (8) قائد اعظم اکادمی، ایوان اقبال کینکس، لاہور، (9) قائد اعظم مزار شجاعت بورڈ، کراچی، (10) فیڈرل ڈیپارٹمنٹ آف آرکیالوجی

پچاس خطاطوں اور خوش نویسوں کے ڈیڑھ سو سے زائد فن پارے شامل ہیں۔ اس نمائش سے فنکاروں کی حوصلہ افزائی اور حسین کے علاوہ فن خطاطی کو فروغ ملے گا اور اگلی نسل کو یہ فن سیکھنے کا بھی موقع فراہم ہوگا۔ اس نمائش کا ایک اہم اور بڑا مقصد دنیا کو پاکستان کے روشن چہرے اور سافٹ انچ سے

نمائش کا ایک اہم اور بڑا مقصد دنیا کو پاکستان کے روشن چہرے اور سافٹ امیج سے روشناس کرانا ہے

نمائش میں ملک بھر سے پچاس خطاط اور خوش نویسوں کے ڈیڑھ سو سے زائد فن پارے رکھے گئے

کر کے اس کی تاریخی، ثقافتی اور مذہبی اہمیت کو دو چند کر دیا گیا ہے جس کے لیے میں عرفان صدیقی، مشیر وزیر اعظم برائے قومی تاریخ وادبی ورثہ ڈویژن، ان کے رفقاء کار اور نیشنل بک فاؤنڈیشن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خطاطی کے بارے میں ایک قدیم عربی کہاوت میں کہا گیا ہے کہ ”بہترین خطاطی بہترین انسانی جذبات کی آئینہ دار ہوتی ہے“ اسلامی فن خطاطی خوش نویسی کے دو پہلو ایسے ہیں جو اسے فنون لطیفہ کے بین الاقوامی منظر نامے پر نمایاں کرتے ہیں۔ اس کے ایک پہلو کا تعلق انسان کے ذہنی ارتقا اور ضبط نفس سے ہے۔ کسی خطاط کا فن صرف اسی صورت میں نکلتا عروج پر پہنچ سکتا ہے جب وہ علاقہ دنیا سے علیحدہ ہو کر مسلسل مشق کے ذریعے اپنے ہاتھ اور قلم سے ایسے خطوط اور قوسیں بناتا سکے لے جو آنکھوں کے راستے دل میں اتر سکیں، جب کوئی فنکار اپنے فن کی اس معراج پر پہنچ جاتا ہے، قدرت از خود اس کے نفس کا تزکیہ کر کے اس کی شخصیت کو جمیل کے راستے پر ڈال دیتی ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ خطاطی کو ہماری تہذیبی اور دینی روایت میں ہمیشہ بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے جس کے سبب ہمارے علماء لہ اور صوفیاء لہ حتیٰ کہ بادشاہوں نے بھی اس فن میں دلچسپی لی اور نام پیدا کیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جو شخص جتنا زیادہ متقی اور پرہیزگار تھا، اتنا ہی بڑا خطاط بھی تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ خطاطی نصف علم ہے، یہ حضرت علیؓ کے افکار عالیہ ہی تھے جن سے روشنی پا کر قرون وسطیٰ کے ایک عظیم خطاط نے فرمایا کہ خطاطی ہاتھ کی زبان، ذہنی پاکیزگی کی عکاس، خیالات عالیہ کی امین، شاہراہ علم کا سنگ میل اور بنی نوع انسان کے درمیان امن و امان کی فروع کا بہترین ذریعہ ہے۔ آخری روز کے مہمان خصوصی صدر آزاد جوں و کشمیر سردار مسعود خان تھے ان کا کہنا تھا کہ خطاطی قرآن کریم کا ازلی وابدی پیغام پھیلانے اور اسلام کی حقیقی روح اور چہرہ سے دنیا کو روشناس کرانے کا اہم ذریعہ ہے۔ قومی تاریخ وادبی ورثہ ڈویژن کے ساتھ مل کر آزاد کشمیر میں بھی علمی وادبی سرگرمیوں کی بھرپور سرپرستی اور تعاون کریں گے۔ میں عرفان صدیقی صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ مظفر آباد تشریف لائیں اور خطاطی کی ایک ایسی ہی نمائش وہاں بھی منعقد کریں جس میں ہم ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ خطاطی واحد ایف ن ہے جو وحی الہی سے جڑا ہوا ہے، صحابہ کرام کی روایت سے اور قرآن کریم سے نمونہ پاتا ہے۔ وقت کے ساتھ اس کے بیکر تبدیل ہوئے لیکن فن مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔ وفاقی وزیر منصوبہ بندی، برقی و اصلاحات پروفیسر احسن اقبال کا کہنا تھا کہ فن اور



ثقافت اربوں روپے کی ایک صنعت میں تبدیل ہو چکی ہے۔ پاکستان کے کارپوریٹ سیکٹر کو خطاطی کے فن اور اس سے وابستہ اہل ہنر کی سرپرستی کرنی چاہئے جس کی بدولت نہ صرف کثیر غیر ملکی زر مبادلہ ملک میں آئے گا بلکہ دنیا میں پاکستان کا مثبت تصویر بھی اجاگر ہوگا۔ وفاقی وزیر نے کہا کہ نیشنل کی معیشت کی بنیاد تعلیم اور علم پر ہے یہی وجہ ہے کہ تعلیم و تربیت کی بنیاد جن مضامین پر تھی، اب اس میں فن کا مضمون بھی لازمی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

پارے رکھے گئے ہیں۔ مسجد نبوی میں خطاطی کی سعادت حاصل کرنے والے استاد شفیق الزمان کے علاوہ عبدالعزیز اعوان، ضیاء الرحمن، عبدالرزاق رازی، رشید بیٹ، رخسانہ محمود، عبدالرحمن عہد، سیماہ ناصر سمیت دیگر خطاطوں کے فن پارے نمائش میں رکھے گئے ہیں۔ صدر ممنون حسین نے کہا کہ وطن عزیز کے نامور خوش نویسوں کے رشحات قلم کے شاندار نمونے دیکھ کر میری آنکھیں روشن ہو گئی ہیں اور اس نمائش کے توسط سے چندہ صدیوں پر پھیلی ہوئی اسلامی خطاطی کی اس شاندار روایت کا احیا ہو گیا ہے جس کا تعلق ہماری عظیم الشان ثقافت اور فنون لطیفہ کے مختلف شعبوں سے ہے۔ اس نمائش کے لیے ”ن والقلم“ کی قرآنی ترکیب اختیار

نظام کریں گے۔ اسلامی تاریخ، آرٹ اور کلچر کے بارے میں اسلامی کانفرنس تنظیم کے تحقیقی ادارے (آئی آر سی آئی سی اے) کے تعاون سے جلد ہی ایک بین الاقوامی نمائش کا اہتمام کیا جائے گا جس میں پوری دنیا سے خطاط حصہ لیں گے۔ یہ قومی نمائش کسی سرکاری ادارے کی جانب سے اپنی نوعیت کی پہلی نمائش ہے جس میں ملک بھر سے خطاط حصہ لے رہے ہیں۔ یہ فن وحی الہی کی ترویج کا ذریعہ ہے اور صدیوں سے مسلسل نشوونما پا رہا ہے۔ اس فن کی ترویج میں پاکستانی خطاطوں کا نمایاں مقام ہے جن میں سے ایک استاد شفیق الزمان ہیں جنہیں مسجد نبوی کی جالیوں پر خطاطی کی سعادت ملی، دوسرے روز بڑی تعداد میں شائقین نے نیشنل آرٹ



نام بھی لاشیٰ معیار بھی لاشیٰ



www.lasaniindustries.com

ٹانسلز کے آپریشن  
سے پہلے ایک بار ضرور آزمائیں۔

صرف توت سیاہ نہیں بلکہ



توت سیاہ  
+  
ملٹھی

- درد میں افاقہ کرتا ہے۔
- گلے کی سوزش دور کرتا ہے۔
- آواز بیٹھ جانے میں مفید ہے۔
- گلے کی خرابی کی وجہ سے ہونے والی حرارت کو ٹھیک کرتا ہے۔

سیرپ پر اصرار کریں

Copy Right No. 24432 Trade Mark No. 277568

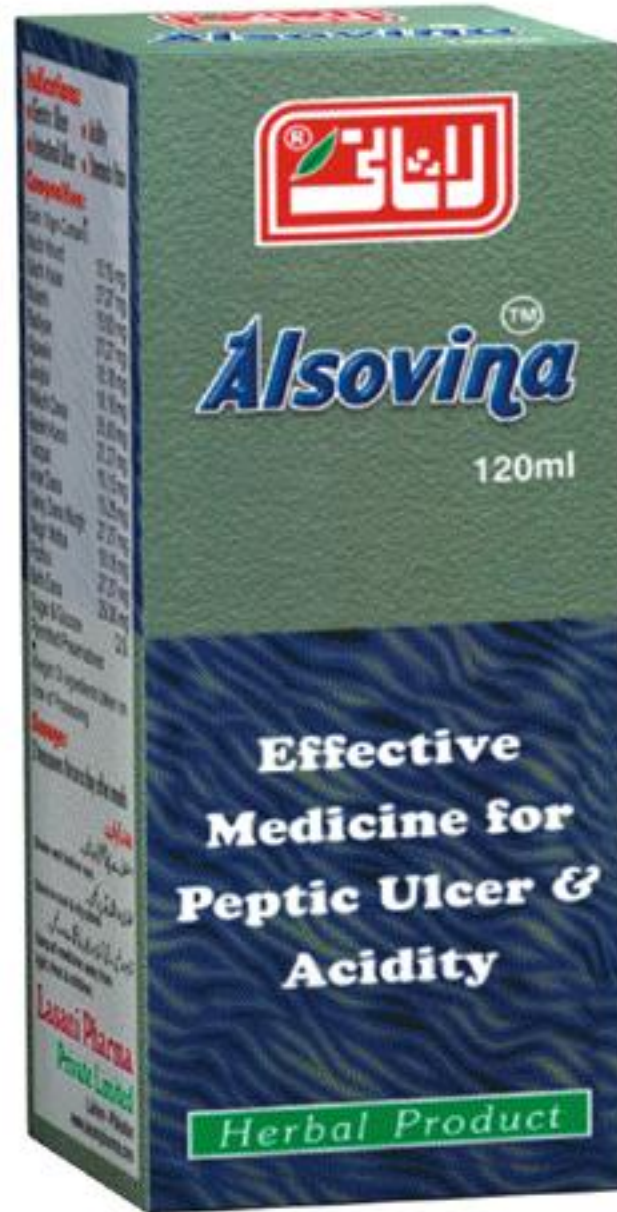
قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ السر کیلئے لاشیٰ کی ریسرچ پراڈکٹ

سفوف  
اور  
سیرپ

السووینا<sup>TM</sup>

السر کیلئے موثر ترین دوا

- معدہ کے السر، تیزابیت اور درد کو ختم کرتا ہے۔
- مستقل بڑھی ہوئی تیزابیت کو معمول پر لاتا ہے۔
- نظام ہضم کی سوزش اور ورم کو ختم کرتا ہے۔
- فاسٹ فوڈ اور تیز مرچ مصالحہ سے متاثر معدہ کی اصلاح کرتا ہے۔



Copy Right No. 29907 Trade Mark No. 205741

تمام دواؤں میں بچوں کی کھانچ سے دور رکھیں۔ طبیعت زیادہ خراب ہو تو معالج سے رجوع کریں۔

بہتر اور فوری نتائج کیلئے لاشیٰ عرق سونف میں ملا کر استعمال کریں

lasanipharma@yahoo.com  
info@lasanipharma.com

Ph: 042-37188844-37188855  
Fax: 042-37188866

پرائیویٹ  
لیسیٹ  
لاشیٰ فارما

دفاتر

پشاور  
0300-0724021  
طبی ہیلپ لائن  
0302-8447784

0300-0724140  
0300-0724166  
021-36375040

کراچی

0300-0724199  
0300-0724117  
041-8849199

فیصل آباد

0300-0724123  
051-5533530

راولپنڈی

0300-0724132  
0300-0724102  
081-2826614

کوئٹہ

0300-0724142  
0300-6373271  
061-4574413

0300-0724143  
0300-4517175

شیخوپورہ





## اپنی من پسند کار چلائیں... شرعی اصولوں کے عین مطابق

اِسْلَامِي آٹو فنانس\* پیش کرتا ہے اپنی پسند کی گاڑی حاصل کرنے کی سہولت، شرعی اصولوں کے عین مطابق۔

اِسْلَامِي آٹو فنانس کی نمایاں خصوصیات:

- کم کسٹمر حصہ داری
- اپنی مرضی کا ڈیلر منتخب کرنے کی سہولت
- کوئی پیشگی ٹیکافل (اسلامک انشورنس) چارجز نہیں
- کوئی پیشگی ٹریڈر چارجز نہیں
- گاڑی کی ڈیلیوری سے قبل کوئی ادائیگی نہیں
- کم سے کم پروسیسنگ چارجز
- کوئی پیشگی رجسٹریشن چارجز نہیں
- نئی یا استعمال شدہ / ری کنڈیشنڈ کار منتخب کرنے کی سہولت

\* شرائط لاگو ہیں

آپ کی خدمت، درست انداز میں